اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ
حیا ایمان کا حصہ ہے (بخاری:24)

احکام ستر و حجاب
اور
فحاشی کا سد باب

(قرآن و سنت کی روشنی میں)

مؤلفہ : ریحانہ جوہر
ایم۔ایس سی، ایم۔اے علوم اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے فرمایا:

”اے اہل ایمان! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اہل خانہ سے پوچھ نہ لو اور جب داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔“ (النور: 27)

”اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔“ (التحریم: 6)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو اور حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (بخاری: 893)

....

کتاب	:	احکام ستر وحجاب اور فحاشی کا سدباب
مؤلفہ	:	ریحانہ جوہر (ایم۔ایس سی، ایم۔اے علومِ اسلامیہ)
نظر ثانی	:	انجینئر جوہر
طبع	:	جون 2023ء
صفحات	:	80
تقسیم	:	فی سبیل اللہ

رابطہ کے لیے : 0300-4193804+0300-4212219

rajoher77@gmail.com

فہرست مضامین

عرضِ مؤلفہ 9

پردہ وحجاب

پردہ کا مقصد وفوائد 10
شرم وحیا کا بیان 11
حیا سے متعلق احادیث 11
شرم وحیا اور ہمارا معاشرہ 11
لباس اور ستر کے احکام 12
ستر وحجاب میں فرق 13
مرد کے ستر کی حدود 13
عورت کے ستر کی حدود 13
حجاب (پردہ) 14
ستر سے متعلق احادیث نبوی 14

محرمات

محرم 15
(1) نسبی محارم 16
(2) رضاعی محارم 16
(3) سسرالی محارم 16
عارضی محارم 16
نامحرم 17
احکام ستر وحجاب کی ترتیب نزولی 17

آیات پردہ کا پس منظر 17

سورہ احزاب میں پردے کے احکام

(1) عورت کی آواز کا حکم 19
(2) عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں 19
احادیث نبوی 20
جنتی عورت کے اوصاف 20
(3) نمائش حسن و جمال کی ممانعت 20

حجاب کا آغاز

گھر سے باہر کا پردہ (حجاب) 21
حجاب سے متعلق احادیث نبوی 23

احکام سورۂ نور

(1) غض بصر (نگاہ نیچی رکھنا) کا حکم 25
بدنگاہی سے بچنے کی تدبیر 26
(2) شرم گاہوں کی حفاظت 26
احادیث نبوی 26
ابلیس کا زہریلا تیر 27
نابینا کو دیکھنے سے رسول اللہ ﷺ کا روکنا 27
(3) اظہار زینت کی اجازت اور اس کی حدود 28
الّا ما ظہر منہا کا مفہوم 28
(4) اوڑھنیاں (ڈوپٹے) اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں 29
(5) جن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں 30

(6) اظہار زینت کی ممانعت 31
(7) عمر رسیدہ عورتوں کے لیے پردہ میں رعایت 32
ستر وحجاب کی استثنائی صورتیں 33

پردہ وحجاب کے تین درجات

(1) پہلا درجہ (ادنیٰ درجہ) 34
(2) دوسرا درجہ 34
(3) تیسرا درجہ (اعلیٰ درجہ) 34
پردہ کے پہلے درجے کے دلائل 34
پردہ کے دوسرے درجے کے دلائل 35
پردے کے تیسرے درجے یعنی اعلیٰ درجہ کے دلائل 35
احادیث 36
شرعی لباس کا اہتمام 36
شرائط حجاب 38
سسرال والے مردوں سے پردہ 39
محرم کے بغیر سفر کی ممانعت 40
نامحرم عورت سے تنہائی میں ملنے کی ممانعت 40
نامحرم عورت کو چھونے کی ممانعت 41
ہم بستری کے راز کھولنے کی ممانعت 41
مردوں کے لیے فتنہ (آزمائش) 42

حکم استیذان (اجازت طلب کرنا)

استیذان کے فوائد وحکمتیں 42

گھر میں داخل ہونے کے آداب 43
طلب اجازت کا شرعی طریقہ 43
خاص اوقات میں سب کے لیے استیذ ان........................ 44
نابالغ بعد بلوغ اجازت لیں 45
بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی صورتیں........................ 45
عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے میں شرعی احکام کی پاسداری 45
تبرج جاہلیت کی ممانعت 45
تبرج کے مضر اثرات........................ 46
مکمل پردہ کے ساتھ باہر نکلنا 46
نظر کی حفاظت 47
خوشبو لگا کر نامحرم مردوں کے پاس سے گزرنے پر وعید........................ 47
راستے کی ایک جانب چلنے کا حکم 47
راستے میں چلتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا........................ 48
مردوں کی ذمہ داریاں 48
اندرون خانہ پردے کی تفصیل 48
پردہ تعلیم اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں 49
خواتین کی تعلیم کی اہمیت........................ 50

فحاشی

فحش کیا ہے؟........................ 51
فحاشی کی مذمت قرآن کی روشنی میں 52
احادیث میں فحاشی کی مذمت 54
حرمت زنا........................ 55

زنا کے نقصانات 55
فحش گوئی کرنے والوں کا بُرا انجام 56
جنسی بے راہ روی 56
فحاشی کا دائرہ اور اس کی ظاہری صورتیں 57
ہم جنس پرستی (Homosexuality) 57
(1) اغلام بازی (Gay) 57
(2) سحاقت (Lesbian) 57
ہم جنس پرستی کے اسباب 58
ہم جنسی پرستی کی مذمت قرآن کی روشنی میں 58
ہم جنسی پرستی کی مذمت احادیث کی روشنی میں 59
امرد (بے ریش خوبصورت لڑکے) سے احتیاط 59
ہم جنس پرستی کے انسانی صحت پر اثرات 60
تبدیلی جنس 60
بچوں کا جنسی استحصال (Child Sexual Abuse) 61
استحصال کرنے والے لوگ 62
خطرناک حالات میں بچوں کو اپنا دفاع کرنا 62
بچوں کو استحصال سے محفوظ رکھنے کی تدابیر 63
متاثرہ بچے کے ساتھ سلوک 64
کارٹون وگیمز کا بچوں پر منفی اثر 64
اشاعت فحاشی کی صورتیں 65
معاشرہ میں فحاشی کے عوامل 66
فحش ویڈیوز کا بڑھتا ہوا سیلاب 67

فحاشی کی سزا دنیا اور آخرت میں 67
احادیث نبوی 68
اشاعت فحش سے بچاؤ کی تدابیر 70
نکاح کی ترغیب 70

سوشل میڈیا کے منفی اور نقصان دہ پہلو

سنی سنائی باتیں آگے پھیلانا جھوٹ میں داخل ہے 72
صحت کے لیے نقصان دہ پہلو 73

سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے مثبت اور افادی پہلو

فحاشی کی روک تھام کے لیے تدابیر 75
ہر مسلمان کی ذمہ داری 75
علماء اور دعوت وتبلیغ کے مبلغین کی ذمہ داری 76
جرم اور سزا کا مؤثر اور کڑا نظام 76
حکومت کی ذمہ داری 76
فواحش سے بچاؤ کی احتیاطی اور انسدادی تدابیر 78
(1) کتاب وسنت کی پیروی 78
(2) نمازوں کی پابندی اور ذکر واذکار کا اہتمام 78
(3) خوف الٰہی اور تقویٰ شعاری 79
(4) اللہ سے مغفرت طلب کرنا 79
(5) روزِ قیامت انسان کے مخالف گواہ 80
(6) اچھے لوگوں کی صحبت اور بروں سے کنارہ کشی 80

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلفہ

اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے نہ صرف صالح و پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے بلکہ انسان کی عائلی زندگی میں ذہنی سکون اور معاشرتی آسودگی کا باعث ہے۔عورت اور مرد کے فطری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دین اسلام میں حدود و قیود واضح کردی ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

زیرنظر کتاب انہیں تقاضوں کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔اس کتاب میں حیا کی اہمیت مرد اور عورت کے ستر کے احکام، پردہ کے احکام، معاشرتی زندگی کے آداب، فحاشی جنسی بے راہ روی، زنا، لواطت، ہم جنس پرستی، بچوں کا جنسی استحصال، ذرائع ابلاغ کے مثبت اور منفی پہلو فحاشی کی یلغار اور اس سے بچنے کی تدابیر وغیرہ اہم دینی اور معاشرتی موضوعات پر قرآن وسنت کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

امید ہے یہ کتاب جملہ قارئین کے لیے عموماً اور اصلاح معاشرہ کے میدان میں سرگرم افراد کے لیے خصوصاً مشعل راہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو فحاشی کے سیلاب میں تنکوں کی طرح بہنے کی بجائے اس کے سامنے ہر ممکن بند باندھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ رب العزت میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور میرے لیے اور میرے اہل خانہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنادے۔
آمین ثم آمین

ریحانہ جوہر

مئی 2023ء

☆......☆......☆

پردہ وحجاب

پردہ کے معنی ڈھکے اور چھپے ہوئے کے ہیں۔عربی زبان میں لفظ ''حجاب'' پردے اور لباس کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاحی معنی میں عورت کا اپنے جسم اور چہرہ کو چھپانا پردہ کہلاتا ہے۔حجاب اور پردہ دونوں الفاظ تقریباً ہم معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیقی طور پر مردوں کے مقابلے میں عورتوں کے اندر زیادہ کشش رکھی ہے۔عورت کو مرد کے لیے خوبصورت، مزین اور جنسی کشش و رغبت کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ نکاح کے ذریعے نسل انسانی کی افزائش کا سلسلہ چلتا رہے اور نکاح کے ذریعے انسان شہوت کو جائز طریقے سے پورا کرسکے۔

پردہ کا مقصد وفوائد:

- اسلام نے دنیا سے بے حیائی ختم کرنے اور معاشرے کو پاک رکھنے کے لیے حجاب یا پردے کا حکم دیا ہے۔سورہ احزاب کی آیات 33: 53، 55 میں اس کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ پردہ مردوں اور عورتوں کے دلوں کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔
- پردے کا مقصد مرد اور عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت اور معاشرہ کو بدکاری، بے حیائی اور جنسی بے راہ روی سے بچانا ہے۔
- پردہ وحجاب عورت کے لیے مردوں کی بری نظروں سے بچنے کے لیے ایک محفوظ قلعہ ہے۔

- پردہ عورت کی زینت ہے۔شرم وحیا عورت کا زیور ہے اور اس زیور کی حفاظت کے لیے شریعت نے پردے کو لازم قرار دیا ہے۔

شرم وحیا کا بیان:

شریعت میں ''حیا'' وہ صفت ہے جس کے ذریعہ انسان بے ہودہ، قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے رک جاتا ہے اور یہ اہل حق کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے روکتی ہے۔ شرم وحیا اور عفت و پاکیزگی ایک مسلمان کی بنیادی شناخت اور اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔

حیا سے متعلق احادیث:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے۔'' (بخاری: 24، ابن ماجہ: 4184)

''جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔'' (بخاری: 6120)

معلوم ہوا کہ کسی بھی برے کام سے رکنے کا اہم سبب شرم وحیا ہے۔

حیا بہت سی اخلاقی خرابیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

- ''بے شک ہر دین کا ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے۔'' (ابن ماجہ: 4181)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ پردہ نشین لڑکی سے زیادہ باحیا تھے۔ (بخاری، مسلم: 2320، معجم کبیر: 508)

- ''حیا کا نتیجہ خیر ہی ہے۔'' (بخاری: 6117، مسلم: 37)

شرم وحیا اور ہمارا معاشرہ:

اسلام مرد اور عورت دونوں کو حیا اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ حیا تمام اخلاقیات کا سرچشمہ ہے۔ اسلامی تعلیمات فطرت انسانی میں موجود شرم وحیا کو ابھارتی ہیں۔ آج مسلم معاشرے میں مغربی تہذیب و کلچر کی یلغار نے فحاشی اور عریانی کا چلن عام کردیا

ہے۔نسل نو کی ایک تعداد شرم و حیا کے تصور سے بھی کوسوں دور دکھائی دیتی ہے۔ معاشرتی برائیاں مثلاً بددیانتی، ملاوٹ کرنا، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی وغیرہ حیا سے عاری ہونے کا نتیجہ ہے۔شرم و حیا اور عفت وعصمت کا خاص اہتمام کرتے ہوئے اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کی بھرپور جدوجہد کی جائے۔

لباس اور ستر کے احکام:

لباس کا بنیادی مقصد ستر پوشی اور زینت کا حصول ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ابن آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانکتا ہے اور جسم کی حفاظت اور زینت کا حصول بھی ہے اور تقویٰ کا لباس سب سے اچھا ہے۔'' (الاعراف: 26)

اس آیت کی رو سے جسم کو ڈھانکنا ہر مرد اور عورت پر فرض کیا گیا ہے یہاں لباس کے تین مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

(1)ستر پوشی (2) آرائش (3) تقویٰ

ایمان کے بعد جو سب سے پہلا فرض ہے وہ ستر پوشی ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں فرض رہا ہے۔ جب جنت میں شجر ممنوعہ کھا لینے کے سبب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کا جنتی لباس اتر گیا تو انہوں نے جنت کے (درختوں کے) پتے اپنے ستر پر باندھ لیے۔ (الاعراف: 22)

لباس کا اصل مقصد جسم کا پردہ ہے اور ساتھ ہی لباس زینت اور خوشنمائی کا ذریعہ ہے اور تقویٰ (تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے منع کردہ امور سے بچنا اور جن کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اختیار کرنا) کا لباس انسان کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے اور اس کے ظاہر اور باطن کی حفاظت کرتا ہے۔تقویٰ کا تقاضا یہ بھی ہے

کہ ایسا لباس نہ پہنا جائے جس کی شریعت میں ممانعت ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔ (مسلم: 6543) لہٰذا ظاہری لباس کے ساتھ ساتھ باطنی لباس یعنی تقویٰ اختیار کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

ستر وحجاب میں فرق:

شرعی اصطلاح میں جسم کے اس حصہ کو ''ستر'' عربی میں ''عورت'' کہتے ہیں جس کا ڈھانکنا فرض ہے۔ ستر مرد اور عورت دونوں کے لیے ضروری ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے ستر کو چھپانا نہ صرف فرض ہے بلکہ اس کے کھلے ہونے کی حالت میں نماز ہی نہیں ہوتی۔

مرد کے ستر کی حدود:

مرد کا ستر ناف کے عین نیچے سے لے کر گھٹنے تک (آگے پیچھے تمام اطراف شامل) ہے۔ اس حصے کو چھپانا فرض ہے بلکہ بلاضرورت شرعی کھولنا بھی جائز نہیں۔ ہاں علاج معالجہ وغیرہ کے لیے بقدر ضرورت طبیب/ ڈاکٹر کے سامنے کھولنے کی اجازت ہے۔ گھٹنے ستر میں شامل ہیں۔ اس حصہ کو وہ نہ اپنے ہم صنفوں (مردوں) کے سامنے ننگا کرسکتا ہے نہ صنف مخالف کے سامنے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے وہ چھپانے کی چیز ہے۔'' (ابوداؤد)

عورت کے ستر کی حدود:

عورت کا پورا جسم ستر ہے جسے شوہر کے سوا کسی اور کے سامنے کھولنے کی اجازت نہیں۔ سوائے تین اعضاء کے 1- چہرہ 2- دونوں ہتھیلیاں 3- دونوں قدم۔

یہ تینوں اعضاء محرم افراد یا خواتین کے سامنے ننگے ہوجائیں یا ان حصوں پر ان

افراد کی نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں۔ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ بلاضرورت عورت بھی کسی عورت کے سامنے نہیں کھول سکتی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی مُردے کے ستر کو بھی دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ جرائم کی تفتیش، عدالت میں گواہی، اور علاج کے لیے، یہ مستثنیٰ ہے۔ ستر عورت اور مرد دونوں پر فرض ہے جبکہ حجاب کا حکم صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ستر کے احکام سورۂ نور میں بیان ہوئے ہیں۔

حجاب (پردہ)

عورت گھر سے باہر ہو یا گھر کے اندر غیر محرم مردوں میں ہو تو جلباب یعنی بڑی چادر اوڑھ لے تاکہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی پلو ڈال لے صرف اپنی آنکھیں کھلی رکھ سکتی ہے۔ باقی پورا جسم چھپائے گی اسے حجاب یا پردہ کہتے ہیں۔ حجاب (برقعہ، چادر، عبایا، گاؤن وغیرہ) عورت کا مکمل لباس ہے ویسے بھی عورت کا مطلب ڈھکی ہوئی چیز ہے۔ حجاب کے احکام سورۂ احزاب میں بیان ہوئے ہیں۔

ستر سے متعلق احادیث نبوی:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیے سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ۔'' (ابوداؤد: 4104)
- کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں (برہنہ) نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔

(مسلم: 768، ابوداؤد: 4018، ترمذی: 2793)

- اپنی ران ننگی مت کرو اور نہ ہی تم کسی زندہ یا مردہ کی ران دیکھو۔

(ابوداؤد: 3140، ابن ماجہ: 1460)

- خبردار کبھی ننگے نہ رہو تمہارے ساتھ کچھ ہستیاں (کراماً کاتبین فرشتے) ایسی ہیں جو کبھی جدا نہیں ہوتیں سوائے رفع حاجت اور بیوی سے مباشرت کے اوقات کے۔لہٰذا ان سے شرم کرو اوران کا احترام ملحوظ رکھو۔(ترمذی:2800)
- بندہ اکیلا بھی ہوتب بھی جسم ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے۔ایک اور روایت کے مطابق اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔(مسند احمد)
- ’’تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو حتی الامکان ستر پوشی کرے اور جانوروں کی طرح بالکل ننگے نہ ہوجایا کرو۔‘‘(شعب الایمان:163/6)

محرمات

محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے مرد کا نکاح حرام ہے۔

پردہ کے واجب ہونے کا دارو مدار محرمیت اور فتنہ پر ہے (یعنی جہاں فتنہ کا احتمال ہوگا وہاں پردہ واجب ہوجائے گا)۔

قرآن پاک کی سورہ نور آیت 31 میں محرم رشتہ داروں کی فہرست دی گئی ہے جو گنتی میں دس ہیں مگر ان کا دائرہ بہت وسیع ہوجاتا ہے وہ اس طرح کہ آباء کے مفہوم صرف باپ ہی نہیں بلکہ دادا، نانا، پرنانا سب آجاتے ہیں۔بیٹوں میں پوتے، پڑپوتے اور نواسے، پڑنواسے سب شامل ہیں نیز سوتیلے بیٹوں کی اولاد بھی محرمات میں شامل ہیں۔

محرم:

عورت کے لیے محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔ اسلام نے محرموں کے سامنے عورت کو چہرے کے پردہ کے بغیر آنے کی اجازت دی ہے۔محارم میں تین قسم کے افراد شامل ہیں: (1) نسبی محارم (2) رضاعی

محارم (3) سسرالی محارم۔

(1) نسبی محارم:

باپ، بیٹا، بھائی یا ان کی اولاد یا بہنوں کی اولاد اور چچا، ماموں وغیرہ ان سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔

(2) رضاعی محارم:

جیسے رضاعی بھائی، رضاعی والد وغیرہ ''جو رشتے نسب کے لحاظ سے حرام ہیں وہ رضاعت کے لحاظ سے بھی حرام ہیں۔'' (بخاری) لہٰذا یہی رشتہ دار اگر رضاعی ہوں تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔

(3) سسرالی محارم:

سسرالی رشتے سے جو محارم ہیں جیسے سسر کے لیے بہو یا ساس کے لیے داماد، شوہر کا بیٹا وغیرہ ۔ یونہی شوہر کے لیے اپنی بیوی اور بیوی کے لیے اپنے شوہر کے اصول (یعنی باپ دادا پردادا اوپر تک) اور فروع (یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا نواسی نیچے تک) ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتے ہیں۔

سسرالی اور رضاعی محارم سے پردہ کرنا واجب نہیں اگر پردہ کرے تو بھی جائز ہے جوانی کی حالت میں اگر فتنہ کا خوف ہو تو ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

عارضی محارم:

بعض محارم وہ ہیں جن سے عورت کا نکاح مخصوص حالت میں نہیں ہوسکتا۔ اس حالت کے ختم ہونے کے بعد اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ مثلاً دیور سے نکاح شوہر کے مرنے یا طلاق دینے اور عدت گزارنے کے بعد جائز ہے۔ اسی طرح بیوی کی وفات یا طلاق کے بعد بیوی کی بہن (سالی)، بیوی کی خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی سے

نکاح جائز ہے۔

نامحرم:

جن سے کسی عورت کا زندگی میں کبھی بھی نکاح ہوسکتا ہو نامحرم ہیں اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے اگرچہ کسی قسم کا رشتہ قرابت کا بھی ہو جیسے چچا کا بیٹا، پھوپھو کا بیٹا، خالا کا بیٹا، ماموں کا بیٹا، دیور، بہنوئی، نندوئی، شوہر کا ماموں، خالو، چچا، شوہر کا بھتیجا، بھانجا وغیرہ یہ سب نامحرم ہیں۔ ان سے پردہ ضروری ہے۔

احکام ستر وحجاب کی ترتیب نزولی:

ستر و حجاب کے احکام قرآن پاک کی دو سورتوں سورہ احزاب اور سورۂ نور میں ملتے ہیں۔ سورۂ احزاب کا زمانہ نزول اواخر 5 ہجری ہے اور سورہ نور کا زمانہ نزول اواخر 6 ہجری ہے۔ شرعی پردہ دراصل دو پردوں پر مشتمل ہے ایک گھر کے اندر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورہ نور میں بیان ہوئے ہیں جنہیں **"احکامات ستر"** کہا جاتا ہے۔ دوسرا گھر سے باہر کا پردہ اس کے بارے میں احکامات سورہ احزاب میں بیان ہوئے ہیں اور یہ احکامات **"احکامات حجاب"** کہلاتے ہیں۔ اس سلسلے میں سورۂ احزاب میں چار اور سورہ نور میں تین آیات ہیں۔ 70 سے زیادہ پردے کے متعلق احادیث میں قولاً اور عملاً پردے کے احکام بتائے گئے ہیں۔ اس کثرت سے احادیث کا وارد ہونا پردہ کی اہمیت پر واضح دلیل ہے۔

آیات پردہ کا پس منظر:

اسلام سے پہلے پردہ کا رواج نہیں تھا۔ فحاشی اور بے حیائی عروج پر تھی۔ سوائے عرب کے چند خاندانوں کے جو اس آوارگی سے دور تھے اور اسے معیوب سمجھتے تھے۔

عورتیں بے پردہ بازاروں اور گلی کوچوں میں بن ٹھن کر پھرا کرتی تھیں۔ آزاد عورت اور لونڈی میں کوئی نمایاں فرق نہیں تھا۔ اس لیے اوباش لوگ عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے اور پوچھ گچھ میں بہانہ کرتے تھے کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ یہ آزاد عورت ہے۔ اس کا اندازہ اس ارشاد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے: ''یہ پردہ زیادہ مناسب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے۔'' (الاحزاب: 59)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی دوسری عورتوں کی طرح بے حجاب اپنے گھروں سے باہر جایا کرتی تھیں۔ یہ صورت حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بڑی شاق گزرتی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کروائیں۔ (بخاری: 146) رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ (حجاب) کے حکم والی آیات نازل فرمائی۔ لہٰذا اس بے پردگی کی اصلاح کا آغاز رسول اللہ ﷺ کے گھرانہ سے ہی کیا گیا۔

سورہ احزاب میں پردے کے احکام

ترجمہ: ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو ایسا کرنے سے دل کی خرابی میں مبتلا شخص خواہ مخواہ کوئی غلط امید لگا بیٹھے گا۔ لہٰذا اس سے عام دستور کے مطابق بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابقہ دور جاہلیت کی طرح اپنی زینت و آرائش نہ دکھاتی پھرو۔'' (الاحزاب: 32، 33)

ان آیات سے پہلے فاحشہ مبینہ (یعنی زنا) کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد اب زنا کے سدباب کے لیے احکام کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

ان آیات میں ازواج مطہرات کو مخاطب کیا گیا ہے اور وضاحت کی گئی ہے کہ

تمہارا معاملہ عام عورتوں کی طرح نہیں بلکہ تمہارا مقام دوسری عورتوں سے بلند ہے تم ان کے لیے نمونہ ہو۔ اجماع امت اور احادیث نبویہ کے مطابق یہ احکام امت کی تمام عورتوں کے لیے ہیں۔ان آیات میں تین احکام دیے گئے ہیں۔

(1) عورت کی آواز کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر کسی غیر محرم مرد سے بات کرنی پڑے (جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دینی مسائل دریافت کیا کرتے تھے) تو آواز میں نرمی اور شیرینی نہیں ہونی چاہیے بلکہ قدرے روکھا پن مگر مہذب لہجہ میں بات کروتا کہ مرد کو کسی قسم کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں لہجہ کی نرمی کا یہ اثر بتایا ہے کہ جس کے دل میں پہلے ہی سے روگ موجود ہوتو وہ اس نرم گفتگو سے کئی غلط خیالات اور تصورات دل میں جمانا شروع کردے گا۔اللہ تعالیٰ نے عورت کے وجود میں مرد کے لیے جنسی کشش رکھی ہے۔جس کی حفاظت کے لیے پردہ اور نگاہ نیچے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح عورت کی آواز میں بھی فطری طور پر لطافت ونزاکت اور ملائمت وکشش پائی جاتی ہے۔اس لیے کہا گیا ہے کہ غیر مردوں سے گفتگو کرتے وقت قدرے سختی اور روکھا پن اختیار کرنا چاہیے یہی وجہ ہے عورتوں کے لیے اذان دینا جائز نہیں بلند آواز سے تلبیہ (حج وعمرہ میں) کہنا جائز نہیں۔

(2) عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں:

دوسرا حکم یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے گھروں میں رہو۔لہٰذا عورتوں کو گھر کے کام کاج اور بچوں کی تربیت پر توجہ دینی چاہیے۔اسلام میں روزی کمانے کی ذمہ داری مرد کی ہے۔

احادیث نبوی:

- **جنتی عورت کے اوصاف:** رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ (مسند احمد: 1664)
- ایک حدیث کے مطابق ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ساری فضیلت تو مرد لے گئے وہ جہاد کرتے ہیں۔ ہم کون سا عمل کریں کہ مجاہدین کے برابر اجر وثواب حاصل کرسکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو گھر میں بیٹھے گی وہ اپنا ثواب پالے گی۔ (ترمذی)

(3) نمائش حسن وجمال کی ممانعت:

عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی ضرورت کے تحت عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو پردہ کا اہتمام کریں جس طرح اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت کی عورتیں علانیہ اپنی زینت ومحاسن (بناؤ سنگھار اور جسم کی خوبیاں مثلاً سینے کے ابھار وغیرہ) کا اظہار کرتے ہوئے بے پردہ پھرتی تھیں تم ایسے نہ پھرو تا کہ نگاہ و دل کی حفاظت ہو سکے اور فاسقین کی بدنگاہی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

حجاب کا آغاز

﴿ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ ﴾ (الاحزاب: 53)

ترجمہ: اور اگر تمھیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو تو یہ بات (ہمیشہ کے لیے) تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک

رہنے کا ذریعہ ہے۔''

درج بالا آیت کو **آیت حجاب** کہتے ہے۔ اس حکم کا آغاز رسول اللہ ﷺ کے گھرانوں سے ہوا ہے۔ عام لوگوں کو حکم دیا گیا ہے اور اگر تمہیں نبیوں کی بیویوں سے ضرورت کی کوئی چیز لینی ہو یا کوئی بات پوچھنی ہو تو **''حجاب''** سے باہر کھڑے ہوکر مانگیں یا پوچھیں۔**حجاب** سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے پردے یا اوٹ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے خواہ وہ کوئی دیوار ہو یا کپڑا وغیرہ ہو۔ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تاکیدی حکم دیا جانا پردہ کی اہمیت کو واضح کر رہا ہے پھر یہ حکم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص نہیں رہا بلکہ ساری امت کے لیے عام ہے۔ حجاب (پردہ) کا اصل مقصد نامحرم مرد اور عورت کی نظریں ایک دوسرے کے جسم یا چہرہ پر نہ پڑیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اجنبی مردوں اور عورتوں کے درمیان دلی پاکیزگی کے لیے پردہ کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ جب دل صاف ہوں گے تو معاشرہ میں بے حیائی اور فحاشی کو فروغ نہیں ہوگا اور عبادات میں چاشنی نصیب ہوگی۔

اس حکم کے نزول کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لیے نمونہ تھا۔ لہٰذا دوسرے مسلمانوں نے بھی اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیے۔

گھر سے باہر کا پردہ (حجاب):

اسلام نے ضرورت کے وقت عورتوں کو پردے کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ ﴾ (الاحزاب : 59)

ترجمہ: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا۔''

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کو اجنبی مردوں سے اپنا سر اور چہرہ چھپانا چاہیے۔ اگر خواتین کو ضرورت کے وقت باہر نکلنا پڑے تو وہ لمبی چادر (یا برقعہ، عبایا وغیرہ) پہن کر باہر نکلیں۔ اس طرح اوباش اور شریر لوگوں سے ان کی حفاظت ہو جائے گی، انہیں ہراساں نہیں کیا جائے گا۔ اس آیت میں جلابیب کا لفظ آیا ہے جو جمع ہے جلباب کی۔ **جلباب** سے مراد ایسی چادر جو لباس کے اوپر اس طرح اوڑھی جائے کہ سر سمیت پورے بدن کو ڈھانپ لے۔ اس مقصد کے لیے گاؤن، عبایا، برقعہ وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ چادر لٹکانے سے مراد اپنے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظر جھکا کر چلنے سے راستہ بھی بآسانی نظر آتا رہے۔ اسی طرح چادر اوڑھ کر نکلیں گی تو انہیں پہچان لیا جائے گا کہ یہ عزت دار باحیا عورتیں ہیں تو اوباش لوگ ان سے چھیڑ خانی نہیں کریں گے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ فتنہ کے وقت عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیے۔

مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت:

تفسیر کے بہترین ماہر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (جلیل القدر صحابی) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو جب کسی ضرورت کے لیے باہر نکلنا پڑے تو وہ جلباب اپنے سر پر اس طرح اوڑھ لیں کہ چہرہ، گردن، بال، گلا سینہ پوری طرح چھپ جائے اور دیکھنے کے لیے صرف آنکھ کھلی ہے۔ (ابن کثیر)

مشہور تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول:

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مشہور تابعی حضرت عبیدہ رحمہ اللہ اس آیت

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس وقت مسلمان عورتیں چادر کو اس طرح اوڑھا کرتی تھیں کہ آنکھوں کے سوا کچھ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ (احکام القرآن)

حجاب سے متعلق احادیث نبوی:

1: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی نیچے باندھنے والی چادروں (تہبند) کو کناروں سے دو حصوں میں پھاڑ لیا اور اس سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیا۔ (بخاری: 4758، ابوداؤد: 4102)

2: **عورت سراپا پردہ ہے:** حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے مواقع تلاش کرتا ہے۔'' (ترمذی: 1173)

3: **عورت کے لیے نماز پڑھنے کی افضل جگہ:** عورت کے لیے صحن میں نماز پڑھنے سے زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کمرے میں نماز پڑھے اور کمرے سے بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کسی کونے (پوشیدہ جگہ) میں نماز ادا کرے۔ (ابوداؤد: 570)

4: **دورانِ احرام چہرہ ڈھانپنا منع ہے:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے سفر حج کے بارے میں فرماتی ہیں کہ قافلے جب ہم عورتوں کے پاس سے گزرتے تھے اور ہم بحالت احرام میں ہوتی تھیں (احرام کی حالت میں عورت کو چہرہ ڈھانپنا اور دستانے پہننا منع ہے) (بخاری: 1838) تو (چہرہ کھل جانے کے خوف سے) ہم جلباب کو سر سے آگے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں جب قافلے گزر جاتے تو اپنے چہرے کھول لیتی تھیں۔ (ابوداؤد: 1833، ابن ماجہ: 2935)

احرام کی حالت میں چہرہ ڈھانپنے سے منع فرمانے سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عام حالات میں عورتیں اپنا چہرہ ڈھانپتی ہیں۔

آج کے اس پرفتن دور میں اسلامی طرز زندگی اپنائی جائے۔ اسلامی احکام کے مطابق ستر وحجاب کا اہتمام کیا جائے تو خواتین کی عزت و آبرو پامال ہونے سے بچ سکتی ہے۔

احکام سورۂ نور

سورہ نور کا بنیادی موضوع معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کو روکنا ہے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے ضروری تقاضے پردہ کے احکام، زنا اور اس کے متعلقات کے سنگین نتائج اور سزاؤں کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس لیے حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ ''اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔'' (مستدرک: 3546)

- ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰﴾ (النور: 30)

  ترجمہ: ''مومن مردوں کو کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔''

- ترجمہ: ''اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی جو زینت کے مقام) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو از خود ان میں سے ظاہر ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں اور ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی

پر اپنی زینت (اور سنگھار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (ایسے طور پر زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہوجائے اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔'' (النور: 31)

سورہ نور کی آیات نمبر 30۔ 31 سے مندرجہ ذیل احکام صادر ہوتے ہیں۔

(1) غض بصر (نگاہ نیچی رکھنا) کا حکم:

انسان کے قلب ونفس کا سب سے بڑا چور نگاہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بدنگاہی ہی بدکاری کی پہلی سیڑھی ہے۔ اس لیے قرآن اور حدیث میں نظروں کی حفاظت کو بڑی تاکید سے بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا سورہ نور کی آیت 30 میں پہلے مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نگاہیں پست رکھیں۔ عورتوں کی محبت اور دل میں ان کے لیے خواہش فطرت کا تقاضا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں ....'' (آل عمران: 14) نگاہیں نیچی رکھنے سے مراد کسی غیر محرم عورت کو دانستہ طور پر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی کے ستر پر نظر نہ ڈالے اور ایسے تمام فحش مناظر سے نظر بچائے جو بے حیائی کے جذبات کو ابھارتے ہیں۔ اسی طرح امرد (خوبصورت لڑکا اور وہ نوجوان جس کی ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو) پر سے بھی نظر ہٹالیں جس کو دیکھنے سے فتنے میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو۔ مختصر یہ کہ جس جگہ شہوت کا اندیشہ ہو تو پھر اس مقام کا دیکھنا شرعاً حرام ہوجائے گا۔ اگلا حکم اپنی شرم گاہوں کو چھپائیں اور ان کو بلاضرورت چھونے اور دیکھنے سے پرہیز کریں۔ لہٰذا جو اپنی نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے تو یہ اس کے لیے زیادہ طہارت، پاکیزگی اور ان کے اعمال خیر میں زیادہ اضافے کا باعث ہے۔

بدنگاہی سے بچنے کی تدبیر: بدنگاہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کا خوف

اور خشیت کو اپنے دلوں میں جاگزیں رکھیں اور یہ بات ذہن نشین ہو کہ اپنے ہر عمل کا اللہ کے حضور جواب دینا ہے۔

(2) شرم گاہوں کی حفاظت:

چونکہ غیر محرم عورت کو دیکھنے سے جذبات وخواہشات نفسانیہ کے بگڑنے کا ڈر اور گناہ کی طرف مائل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے غض بصر کے ساتھ ہی شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ شرم گاہوں کی حفاظت سے مراد نفسانی خواہشات پوری کرنے کی جتنی بھی ناجائز صورتیں ہیں ان سے بچا جائے۔ اس میں زنا، لواطت، ہم جنس پرستی وغیرہ شامل ہیں اور یہ تمام امور ناجائز وحرام ہیں۔ شرم گاہوں کی حفاظت میں ستر کو ڈھانپنا، عریاں اور برہنہ لباس نہ پہننا بھی شامل ہے۔

احادیث نبوی:

بدنظری سے بچنا اور ستر وحجاب کے تمام تر احکام کی غرض وغایت شرم گاہ کی حفاظت یا زنا سے پرہیز ہے۔ بہت سی احادیث میں نظریں نیچی رکھنے اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! (اجنبی عورت پر) ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو پہلی بلا ارادہ نظر تو معاف ہے مگر دوسری نہیں۔''

(ابوداؤد: 2149، ترمذی: 2777)

- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فوراً نظر پھیر لو۔ (ابوداؤد: 2148، ترمذی: 2776)
- حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (1) وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان (زبان)

ہے(2)اور وہ چیز جو دو ٹانگوں کے درمیان ہے(یعنی شرمگاہ)۔(بخاری:6474)

- آنکھوں کا زنا(غیر محرم کو)دیکھنا ہے۔کانوں کا زنا سننا زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے۔دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کردیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔(بخاری:6612،مسلم:2253)

ابلیس کا زہریلا تیر:

- نظر ابلیس(شیطان)کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو اس کی(نظر کی) اللہ کے خوف سے حفاظت کرے گا اللہ اس کے عوض اسے ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔(المعجم الکبیر : 10362)

حکم غض بصر اور عورت: سورۂ نور کی آیت 31 میں مردوں کے بعد عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں اتفاقاً اگر غیر مردوں کا سامنا ہو جائے تو فوراً نگاہ پھیر لیں۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے حکم میں وہ سختی نہیں جو مردوں کے حکم میں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کی فطرت میں فرق ہے۔مرد کسی چیز کو پسند کرے تو اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ عورت ایسا نہیں کرتی۔زنا بالجبر کی تمام وارداتیں مردوں کی طرف سے ہوتی ہیں۔شرم وحیا کا مادہ مرد کی نسبت عورت میں زیادہ ہوتا ہے اس لیے وہ فطری طور پر فحاشی کے کاموں میں پیش قدمی نہیں کرتی بشرطیکہ اس کی یہ فطرت مسخ نہ ہوئی ہو۔

نابینا کو دیکھنے سے رسول اللہ ﷺ کا روکنا:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی۔آپ ﷺ کے پاس میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔اتنی دیر میں ام مکتوم جو نابینا صحابی تھے۔وہاں آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا:تم اس سے پردہ کرو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ نابینا

نہیں ہیں۔ وہ ہمیں دیکھتے نہیں، پہچانتے نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم بھی اندھی ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھتی۔ (ابوداؤد: 4112)

اگرچہ یہاں خرابی کا کوئی احتمال نہ تھا کیونکہ ایک طرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جو مسلمانوں کی مائیں ہیں دوسری طرف نیک صحابی رضی اللہ عنہ وہ بھی نابینا لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لیے یا امت کی تعلیم کے لیے آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو پردہ کا حکم دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی اپنی نظروں کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(3) اظہار زینت کی اجازت اور اس کی حدود:

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زینت کو چھپانے کا حکم دیا ہے۔ زینت کے معنی حسن و جمال، آرائش، بناؤ سنگھار وغیرہ ہیں مگر جو زینت بلا اختیار خود ظاہر ہو یا جس کا چھپانا ممکن نہ ہو تو اس پر کوئی پکڑ نہیں۔

الّا ما ظھر منھا کا مفہوم:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور: 31)

(ترجمہ) ''اپنی زینت نہ کھولیں مگر جو ان میں سے از خود ظاہر ہو۔''

''وہ (عورتیں) اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو زینت از خود ظاہر ہو جائے۔'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین کے نزدیک زینت ظاہرہ سے مراد ہے کہ اگر برقعہ یا چادر ہوا سے کسی وقت اٹھ جائے یا غفلت سے جس کی بنا پر عورت کا زیور یا زینت ظاہر ہو تو وہ معاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حنفی علماء نے زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کیونکہ سرمہ چہرہ کی زینت ہے مہندی اور انگوٹھی ہاتھوں کی زینت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس زینت کی طرف دیکھنا

جائز کر دیا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھنا بھی جائز ہے لہٰذا علماء احناف نے اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ فتنہ کے خدشہ کے وقت عورت کے لیے حجاب کرنا اور چہرے اور ہاتھوں کو چھپانا واجب ہے۔

(4) اوڑھنیاں (ڈوپٹے) اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں:

﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ ﴾ (النور: 31)

ترجمہ: ''اور وہ اپنے سینوں پر اوڑھنیاں (ڈوپٹے) ڈال کر رکھیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عورت پر بال سینہ گردن گلے سے نیچے والی جگہ کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

اس آیت میں عورتوں کے پردے کے حوالے سے دو چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایک سر چھپانا اور دوسرا زینت کو چھپانا۔ اس آیت میں لفظ خمر استعمال ہوا ہے وہ خمار کی جمع ہے اور خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے سر چھپایا جائے۔ خمار کا اردو ترجمہ ڈوپٹہ یا اوڑھنی ہے یہ ایسی ہونی چاہیے کہ اس میں سے بالوں کا رنگ اور جلد کا رنگ نظر نہ آئے۔ جیوب (جمع جیب) جس کے معنی ہیں سینہ و گریبان کے ہیں۔

پس عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اوڑھنی (ڈوپٹہ یا چادر) سے یا کسی اور کپڑے سے اپنا سر، گلا اور سینہ چھپائے رکھیں۔ خمار کا تعلق گھر کے اندر کے پردے سے ہے۔ اگر گھر میں ایسے رشتہ دار آجائیں جو محرم نہیں تو ان سے چہرہ اور ہاتھ چھپانے کی ضرورت نہیں خمار یعنی اوڑھنی استعمال کریں (جبکہ جلباب کا تعلق گھر سے باہر کے پردے سے ہے)۔ اسلام سے پہلے عرب میں اگرچہ عورت کے چہرے کا پردہ رائج نہیں تھا مگر اوڑھنی وہ ہر وقت اوڑھا کرتی تھیں۔ البتہ اوڑھنی اس انداز سے لیتی تھیں کہ اس کے دونوں پلے پشت پر ڈال دیتی تھیں اس طرح سر اور سینہ دونوں ننگے رہتے تھے۔

جس سے زینت کی نمائش ہوتی تھی جہالت کے اس رواج کو اسلام نے ختم کیا۔ چونکہ سینہ کے ابھار مرد کے لیے باعث کشش ہیں لہٰذا عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اوڑھنیوں کو سر سے لاکر سینوں پر اس طرح ڈالیں کہ جسم کے ابھار گردن گلے کا نیچے والا حصہ سب چھپ جائے۔ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں اس آیت پر پورا پورا عمل کیا گیا۔

(5) جن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں:

قرآن کریم میں بارہ قسم کے لوگوں یا رشتہ داروں کا ذکر آیا ہے جن سے پردہ یا حجاب کی ضرورت نہیں مگر ستر کے احکام بدستور برقرار رہیں گے۔ یعنی ان رشتہ داروں کے سامنے عورت اپنا چہرہ اور ہاتھ وغیرہ ظاہر کرسکتی ہے جبکہ شوہر کے سامنے عورت اپنا ستر، زینت اور آرائش وغیرہ سب کچھ ظاہر کرسکتی ہیں۔ ان آٹھ قسم کے رشتہ داروں کا ذکر اس آیت میں موجود ہے جو ابدی محرم ہیں یعنی 1- شوہر 2- باپ 3- سسر 4- حقیقی بیٹے 5- سوتیلے بیٹے 6- بھائی 7- بھتیجے 8- بھانجے پھر ان میں وہ رشتہ دار بھی شامل ہوجاتے ہیں جو رضاعت کی بنا پر حرام ہوں مثلاً رضاعی باپ، رضاعی بھائی یا رضاعی بیٹے وغیرہ۔ چچا اور ماموں بھی محارم ہیں ان کا ذکر اس آیت میں نہیں۔ اس آیت سے جو اصول اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جن جن رشتہ داروں سے عورت کا نکاح حرام ہے وہ سب اس آیت کے حکم میں داخل ہیں یعنی ان سے حجاب کی ضرورت نہیں۔

اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست میں شوہر کے باپ اور شوہر کے بیٹے کا ذکر ہے۔ شوہر کے بھائی کا ذکر نہیں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کیا دیور سے بھی پردہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیور تو موت ہے۔'' (بخاری: 5232، مسلم)

مزید برآں اس آیت میں اپنی عورتوں سے دین شریک بہنیں (مسلمان عورتیں) مراد ہیں ان کے سامنے بھی زینت کے اظہار میں کوئی حرج نہیں جبکہ غیر مسلم اور آوارہ عورتوں سے مسلم عورتوں کو اپنے چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ اپنا پورا جسم اور زینت چھپانی چاہیے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے وہ اپنے مردوں میں ان کی زینت کا ذکر کریں مگر مومن عورتوں سے یہ خوف نہیں کیونکہ شریعت نے اسے جائز قرار نہیں دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ دوسری عورت سے مل کر اس کے اوصاف اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔(بخاری: 5240،مسلم) ہاں کافر لونڈیوں سے پردہ نہیں۔غلام بھی اجنبی مرد کے حکم میں ہی ہے اس سے بھی پردہ ہے۔

لہٰذا گھروں میں کام کاج کے لیے رکھے گئے تمام مرد غیر محرم ہیں۔ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہیجڑوں،مخنث یا زنانہ وضع قطع رکھنے والے مردوں سے بھی حجاب کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح اپنے نابالغ بچوں سے بھی پردہ ضروری نہیں۔جن میں صنفی جذبات ابھی بیدار نہ ہوئے ہوں یعنی اندازاً دس گیارہ سال کے بچے مفقود ہوتے ہیں بقیہ تمام بالغ مردوں سے عورت کے لیے پردہ ضروری ہے۔

مختصر یہ کہ محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے کیونکہ ان رشتوں میں عموماً صنفی جذبات کی بجائے محبت اور شفقت کے جذبات پائے جاتے ہیں۔

(6) اظہار زینت کی ممانعت:

آخر میں ہدایت کی گئی ہے کہ عورتوں کی چال ایسی ہونی چاہیے کہ ان کی زینت کا

اظہار نہ ہونے پائے اور ان کے زیورات کی آواز مردوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔ جاہلیت کے دور میں عورتیں زور سے پاؤں زمین پر رکھ کر چلتی تھیں تاکہ پاؤں کا زیور گھنگرو، پازیب وغیرہ بجے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا۔

اظہار زینت کی ممانعت کی اصل علت صنفی ہیجانات اور تحریکات ہیں جن سے معاشرہ کو بچانا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کو صرف زیورات کی جھنکار تک محدود نہیں رکھا بلکہ آپ ﷺ نے ان تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے جو مرد کے احساسات کو مشتعل کرنے کا باعث ہوسکتی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ ان کی خوشبو کو سونگھیں تو ایسی عورت زانیہ ہے۔ (ترمذی: 2786، ابوداؤد: 4173)

یعنی جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی شہوت برانگیختہ (ابھارنا) کرتی ہوئی نکلے۔ سختی و درشتی اور مبالغہ پیدا کرنے کے لیے اس عورت کو بھی زنا کاری کا پیش خیمہ بتایا ہے۔

آیت کے آخر میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس سارے انتظام کے باوجود بھی غیر اختیاری طور پر ستر میں کچھ کمی رہ جائے تو اللہ کے ہاں توبہ واستغفار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(7) عمر رسیدہ عورتوں کے لیے پردہ میں رعایت:

ترجمہ: ''اور جو عورتیں جوانی سے گزر بیٹھی ہیں جنھیں نکاح کی کوئی خواہش نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے اوپر کی چادریں اتار کر رکھ دیں جبکہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں تاہم وہ حیا داری برتیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔'' (النور: 60)

یہاں تخفیف کی علت بیان کردی گئی ہے۔نکاح کی امید باقی نہ رہے۔

عورت کا چہرہ اور ہاتھوں کے سوا پورا جسم ستر میں داخل ہے جس کو اپنے قریبی رشتہ دار محرم سے چھپانا واجب ہے۔ جب عورت بلوغت کے قریب پہنچ جائے تو یہ احکام اس پر بلوغت سے صنفی کشش تک نافذ رہتے ہیں۔اس عمر کے گزر جانے کے بعد اس میں تخفیف کردی گئی ہے۔لہٰذا ایسی عورتیں (اُدھیڑ عمر) گھر میں ڈوپٹے اور اوڑھنی اتار کر رکھیں تو حرج نہیں مگر حکم دیا گیا ہے تبرج (بن ٹھن کر اپنے زینت کی نمائش دکھانے) سے بچیں۔

ستر وحجاب کی استثنائی صورتیں:

پردے کے متعلق اصول اور بنیادی قوانین قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ان قوانین کے تحت خاص خاص حالات میں کچھ رخصتیں ملی ہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہو تو اس عورت کو ایک نظر دیکھ سکتا ہے۔(ترمذی:1089)

اگر پولیس یا جج کو کسی عورت کی شناخت مطلوب ہو تو ان کو اجازت ہے کہ وہ اسے دیکھ سکتے ہیں۔

کسی طبّی ضرورت کے تحت طبیب یا ڈاکٹر کو بھی اجازت ہے کہ وہ اجنبی عورت کو دیکھ اور چھو سکتا ہے۔

ناگہانی حالات میں جیسے گھر میں آگ لگ جائے یا کوئی عورت ڈوب رہی ہو تو یا سیلاب کی صورت ہو تو عورت کی جان بچانے کے لیے ستر وحجاب اور استیذ ان کے احکام ختم ہوجاتے ہیں۔

پردہ وحجاب کے تین درجات

مسلمان عورت جو بالغ ہوچکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو جوان ہو یا بوڑھی اس کے لیے اجنبی مردوں سے پردہ کے تین درجے ہیں۔

(1) پہلا درجہ (ادنیٰ درجہ):

چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ اور بعض فقہاء کے نزدیک پاؤں کے علاوہ بھی باقی تمام جسم کو جلباب (چادر) سے چھپایا جائے یہ ادنیٰ (سب سے کم) درجے کا پردہ ہے۔

(2) دوسرا درجہ:

چہرہ، ہتھیلیوں (دستانوں) اور پاؤں (جرابوں) کو بھی جلباب (چادر، برقعہ، عبایا وغیرہ) سے چھپایا جائے یہ درمیانی درجے کا پردہ ہے۔

(3) تیسرا درجہ (اعلیٰ درجہ):

عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں (اس طرح) رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے۔ یہ تینوں درجے کے پردے قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں اور شریعت میں ان کا حکم موجود ہے۔

پردہ کے پہلے درجے کے دلائل:

آیت ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور : 31) (ترجمہ) ’’اپنی زینت نہ کھولیں مگر جو ان میں سے از خود ظاہر ہو۔‘‘ جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ کی گئی ہے (کہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے)

- رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہوجائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیے سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ

تک ہاتھ کے۔ (ابوداؤد: 4104)

پورا جسم تو چھپا ہو مگر چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی مطلقاً اجازت نہیں دی خواہ فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو البتہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر فتنہ کا خوف ہو تو کھولنا منع ہے لیکن اس زمانہ میں فتنہ کا احتمال بہت زیادہ ہے اس لیے متاخرین فقہاء احناف نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ جوان عورتوں کے لیے چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھولنا ناجائز ہے۔

پردہ کے دوسرے درجے کے دلائل:

آیت ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب: 59)

(ترجمہ) ''عورتیں اپنے اوپر چادر ڈال لیا کریں۔''

حدیث: ''رسول اللہ ﷺ نے جب عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ دونوں عیدوں پر عیدگاہ کو جایا کریں۔ ایک عورت نے کہا اگر ہمارے پاس چادر نہ ہو (تو عید کی نماز کے لیے کیسے جائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر اوڑھادے۔'' (بخاری: 351، مسلم: 890)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابیات چادر کے بغیر باہر نہیں نکلتی تھیں لہٰذا ضرورت کے تحت جب عورت کو گھر سے باہر جانا پڑے تو کسی لمبی چادر، برقعہ سر سے پاؤں تک اوڑھ کر نکلے صرف آنکھیں راستہ دیکھنے کے لیے کھلی رہیں۔

پردے کے تیسرے درجے یعنی اعلیٰ درجہ کے دلائل:

- ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب: 33)

ترجمہ: ''اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہا کرو۔''

- ﴿ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ (الاحزاب : 53)

ترجمہ:''اور جب تم نبی ﷺ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگوتو پردہ کی آڑ میں ہوکر مانگو۔

ان آیات کا مقصد یہی ہے کہ عورتوں کے بدن کا کوئی حصہ کسی اجنبی مرد کے سامنے ظاہر نہ ہو۔

احادیث:

(1) عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے (اوراس کے پیچھے لگتا ہے) (ترمذی:1173)

(2) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ کہیں جارہے تھے نبی ﷺ اونٹ پرسوار تھے۔آپ ﷺ کے ساتھ ام المومنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی سوار تھیں۔ راستہ میں اچانک اونٹ کوٹھوکر لگی اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق آپ ﷺ اورسیدہ صفیہ اونٹ سے گر گئے۔ بعد ازاں ابوطلحہ آپ ﷺ کے پاس آئے اورعرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پرقربان کرے آپ ﷺ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی۔آپ ﷺ نے فرمایانہیں تم پہلے صفیہ کی خبرلو۔ ابوطلحہ نے پہلے تو اپنا چہرہ کپڑے میں چھپایا۔ پھر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے ان کے اوپر کپڑا ڈال دیا تو وہ کھڑی ہوگئیں پھراس طرح پردے میں انہیں سواری پرسوار کیا۔ (بخاری: 1685)

ان آیات اور احادیث کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے اورگھر میں رہے لہٰذا صحابیات نے پردے کے اس درجے پرعمل کرتے ہوئے اپنے آپ کوگھر کی چاردیواری تک محدود کرلیا تھا۔

شرعی لباس کا اہتمام:

قرآن اور حدیث کی روشنی میں خواتین کی ایک بنیادی ذمہ داری شرعی لباس کا

اہتمام ہے۔شرعی لباس کی امتیازی شرائط یہ ہیں:

- **پورے بدن کو ڈھانکنا:** عورت کا لباس ایسا ہونا ضروری ہے جو اس کے پورے جسم کو چھپائے سوائے چہرہ اور ہاتھوں کے۔
- **باریک نہ ہونا:** عورت کا لباس اتنا دبیز (موٹا) ہونا ضروری ہے کہ اس میں سے جسم نہ جھلکے، باریک لباس ستر اور پردے کی بجائے فتنہ اور شہوات کی راہ پر لے جاتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''**عنقریب آخری دور میں میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی جو لباس والی ہوں گی لیکن (باریک لباس کے ذریعہ جسم جھلکنے کی وجہ سے گویا) وہ برہنہ ہوں گی۔** (بخاری: 115)
- **مردوں سے مشابہت نہ ہونا:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر (اللہ تعالیٰ کی) لعنت ہو۔** (بخاری: 5885، ابوداؤد: 4098)

لہٰذا عورت کو لباس، وضع قطع، چال ڈھال اور بول چال میں مردوں سے مشابہت ممنوع ہے۔

- **تنگ لباس نہ پہننا:** ایسا تنگ لباس جس سے نسوانی اعضاء کی بناوٹ نمایاں ہو نیز نمایاں شوخ اور بھڑکیلا جس سے کسی کے جذبات برانگیختہ ہوں پہننا ممنوع ہے۔ اس طرح کے لباس اور احتیاط سے مشترکہ خاندان (دیور، جیٹھ وغیرہ) میں پردے کے ضروری احکام پر عمل ہوجاتا ہے۔
- **غیر مسلموں کے مذہبی شعار کی تصویر اور جاندار کی تصویر والا لباس:** جن کپڑوں پر کسی غیر مسلم کے مذہبی شعار کی تصویر (اس سے مراد غیر مسلموں کی مخصوص مذہبی علامات ہیں مثلاً عیسائیوں کی صلیب یا کسی گرجا کی تصویر، یہودیوں کا چھ کونوں والا ستارہ، ہندوؤں کی دیوی اور دیوتاؤں کی تصاویر وغیرہ) یا کسی جاندار کی تصویر

ہو وہ لباس مرد اور عورت دونوں کے لیے جائز نہیں۔ اگر اسی تصویر کو ختم کر دیا جائے تو پھر استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا کہ جس چیز پر صلیب کی تصویر بنی ہوتی (جیسے نصاریٰ رکھتے ہیں) تو اسے آپ ﷺ توڑ دیتے۔ (بخاری: 4151) جس گھر میں کتا یا مورتی یا جاندار کی تصویر ہو وہاں فرشتے (رحمت کے فرشتے) نہیں داخل ہوتے۔ (بخاری: 5949)

- **تکبر اور شہرت کا لباس:** عورت ہو یا مرد اس کے لیے ایسا لباس پہننا جس میں تکبر پایا جائے، شہرت کی نیت پوشیدہ ہو۔ درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں آگ کا شعلہ بھڑکا دے گا۔''

(مشکوٰۃ: 4346، ابن ماجہ: 3607)

آج کل شادی کی تقریبات میں خاص طور پر دلہن اور دلہا کے لباس پر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ انہیں اس حدیث کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

- مرد کو اپنی بیوی، بہن، بیٹی کے لباس میں کوئی غیر شرعی چیز یا برہنگی نظر آئے تو انہیں اصلاح کی ہدایت کرے۔
- عورت کو صرف اپنے شوہر کے لیے ہر طرح کے لباس اور بناؤ سنگھار کی شریعت نے اجازت دی ہے۔

شرائط حجاب:

عورتوں کے لیے ضروری ہے ڈھیلے ڈھالے سادے اور غیر جاذب نظر عبایا برقعہ یا چادر اوڑھ کر گھروں سے نکلیں گھر سے باہر نکلتے وقت خوشبو کا استعمال جائز نہیں۔ چال ڈھال ایسی ہو جس میں زیور کی جھنکار ہو نہ ناز ونخرہ وغیرہ۔ لہٰذا ان ہدایات پر عمل کرنا چاہیے تاکہ منشا خداوندی حاصل ہو۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے گا تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔'' (النساء: 115)

سسرال والے مردوں سے پردہ:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نامحرم عورتوں کے پاس (تنہائی میں) مت جایا کرو ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عورت کے سسرال کے مردوں (یعنی شوہر کے بھائی یا کوئی عزیز وغیرہ جن سے عورت کا نکاح جائز ہے، انہیں عربی میں حمو کہا جاتا ہے) کے متعلق کیا حکم ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سسرال کے رشتہ دار تو (تنہائی میں) موت ہیں۔

(بخاری: 5232)

یوں تو ہر نامحرم سے پردہ ضروری ہے مگر ان رشتہ داروں یعنی جیٹھ، دیور، نندوئی وغیرہ سے اس طرح بچنا ضروری ہے جیسے لوگ موت سے بچنے کو ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ یہاں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ اختلاط کیا جاتا ہے۔ ہنسی مذاق کیا جاتا ہے اور شوہر اس لیے روک ٹوک نہیں کرتا کہ یہ تو اپنے لوگ ہیں جب دونوں طرف سے جذبات ہوں تو برائی تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ لہٰذا یہاں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایک گھر میں رہتے ہوئے عورت کے لیے قریبی نامحرم رشتہ داروں سے پردہ دشوار ہو تو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے باقی سارا جسم چادر میں چھپا ہو۔ آپس میں بے تکلفی اور بدنگاہی سے مرد و عورت دونوں کو احتیاط کرنی چاہیے۔ اکٹھے کھانا

کھانے کی صورت میں خواتین ایک طرف رہیں اور مرد ایک طرف تاکہ اختلاط نہ ہو۔

عورتیں ایک گھر میں رہتے ہوئے بہنوئی، جیٹھ، دیور وغیرہ سے پردہ کرنا مشکل سمجھتی ہیں حالانکہ شریعت کے احکام ناممکن العمل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ کسی بات کا مکلّف نہیں ٹھہراتا۔'' (البقرۃ: 286)

لہٰذا خاندان کے ان افراد سے پردہ کرنا ناممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی عورت کو اس کا حکم نہ دیتا۔

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت:

- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے دو دن کا بھی سفر نہ کرے۔ (بخاری: 1197، ترمذی: 1169) بعض روایات میں تین دن اور بعض میں ایک دن کا ذکر ہے۔ علماء نے لکھا ہے اصل اعتبار سفر کا ہے کہ اتنی مسافت ہو جسے سفر کہا جاسکے اس میں عورت تنہا سفر نہ کرے جو موجب فتنہ ہو۔

نامحرم عورت سے تنہائی میں ملنے کی ممانعت:

اسلام ان تمام خطروں سے عفت وعصمت کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے جن سے عفت پر حرف آسکتا ہے۔ کسی مرد کا عورت سے تنہائی میں ملنا خطرہ اور گناہ کا باعث ہے۔

- کوئی شخص کسی (اجنبیہ) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو اس کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی: 2165)
- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار کوئی شخص ہرگز کسی ثیبہ (بیوہ و مطلقہ، ایسی عورت جس کا شوہر موجود نہ ہو) کے پاس

رات نہ گزارے الا یہ کہ ایسا شخص ہو جس نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا ہو یا اس کا محرم ہو۔ (مسلم: 2171، سلسلہ الحدیث صحیحہ: 1824)

کیونکہ رات میں گناہ کرنے کا موقع مل جانا آسان ہوتا ہے۔

کنواری عورت کے ساتھ بھی خلوت (تنہائی) منع ہے۔

اس ممانعت میں ہر نامحرم آ گیا۔ جیٹھ، دیور، نندوئی، چچا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد وغیرہ عورتیں عموماً ان کے پاس تنہائی میں بے خوف چلی جاتی ہیں۔ انہیں احتیاط کرنی چاہیے۔سوشل میڈیا پر نامحرم سے دوستی کرنا ناجائز وحرام ہے۔

نامحرم عورت کو چھونے کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔“ یعنی جو اس کے لیے غیر محرم ہے۔(صحیح الجامع: 5045)

رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے کسی (غیر محرم) عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔ بیعت لیتے وقت آپ ﷺ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے۔ (بخاری: 4891)

ان احادیث کی روشنی میں غیر محرم عورتوں کو چھونا ان سے مصافحہ کرنا،لڑکے لڑکی کا منگنی پر ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنانا سب ناجائز ہے(کیونکہ لڑکا لڑکی نکاح سے پہلے نامحرم ہیں)

ہم بستری کے راز کھولنے کی ممانعت:

اسلام نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ عورت اور مرد اپنی شب باشی اور ہمبستری کی باتوں کو لوگوں میں بیان کریں۔ ایسا کرنا لوگوں میں شہوت بھڑکانے کا ذریعہ اور بے حیائی کو فروغ دینے کا باعث ہے۔

”قیامت کے دن بدترین مقام اس شخص کا ہے جو اپنی بیوی سے مباشرت

کرتا ہے اور وہ اس کے ساتھ شریک ہوتی ہے پھر وہ اس کی پوشیدہ باتوں کو پھیلاتا اور بیان کرتا ہے۔'' (مسلم: 3542)

مردوں کے لیے فتنہ (آزمائش):

اسلام نے اجنبی مرد و عورت کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ میل جول، اختلاط اور خلوت (تنہائی) نشینی اختیار کرنے سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے لے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا کوئی فتنہ (آزمائش) نہیں چھوڑا۔'' (بخاری: 5096، مسلم: 2740)

ایک اور روایت میں ہے: ''دنیا کا بہترین سرمایہ نیک عورت ہے۔''
(مسلم: 1467، ابن ماجہ: 1855)

حکم استیذان (اجازت طلب کرنا)

کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرنا استیذان کہلاتا ہے۔ اسلام سے قبل عرب میں پردے کا رواج نہیں تھا۔ رشتہ دار اور دوست بے تکلف گھروں میں چلے آتے تھے کوئی برا نہ مانتا تھا۔ اسلام آیا پھر پردے کا حکم نازل ہوا تو گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کی حرمت کی بھی تلقین ہوئی۔ فواحش اور بے حیائی کی روک تھام اور عفت و عصمت وتحفظ کے لیے استیذان کے مسائل واحکام دیے گئے ہیں۔

استیذان کے فوائد وحکمتیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت نظر ڈالے تو گھر والوں کے لیے اس کی آنکھ پھوڑ دینا جائز ہے۔ (بخاری: 6902، مسلم)

علماء نے فرمایا ہے: اگر کھلے دروازے سے جھانکا تو اُس کی آنکھ نہیں پھوڑی

جائے گی۔ کیونکہ کھلے دروازے کی کوئی حرمت نہیں۔

کسی شخص کے گھر میں بغیر اس کی اجازت داخل ہونا یا اندر جھانکنا ممنوع کر دیا گیا۔جس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے اور گھر کی رازداری (Privacy) کی حفاظت رہے۔

اجازت لے کر آنے جانے سے ازدواجی زندگی محفوظ رہتی ہے۔نجی زندگی متاثر نہیں ہوتی۔ معاشرہ بہت سی ذہنی اور فکری پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔گھریلو نظام مستحکم رہتا ہے۔گھریلو راز (مثلاً معاشی کمزوریاں، اخلاقی کمزوریاں، وقتی بحران وغیرہ) محفوظ رہتے ہیں۔استیذان میزبان اور مہمان دونوں کے لیے باعث آسانی ہے۔آج کل کے دور میں اجازت لینے کے بہت سے ذرائع موجود ہیں مثلاً فون، ای میل، میسج، دروازہ پر دستک گھنٹی (Bell) وغیرہ۔ایسی جگہیں مثلاً مسجد، مدرسہ، سرائے (مسافرخانہ) وغیرہ جہاں عام لوگوں کو آنے جانے کی اجازت ہے وہاں استیذان کی ضرورت نہیں۔

گھر میں داخل ہونے کے آداب:

غیر لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوں اور اجازت طلب کرنے کا قاعدہ مقرر کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے اہل ایمان! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اہل خانہ سے پوچھ نہ لو اور جب داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔“ (النور: 27)

طلب اجازت کا شرعی طریقہ:

اجازت حاصل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اجازت مانگنے والا دروازے کے ایک طرف (دائیں یا بائیں جدھر مناسب ہو) کھڑے ہو کر السلام علیکم کہے اور اپنا نام بتائے

(جب کہ گھر والے اس کی آواز سے اس کو پہچان نہ سکتے ہوں) پھر اگر تین بار السلام علیکم کے ساتھ اجازت طلب کرے اگر اجازت نہیں ملتی تو حدیث میں آتا ہے تیسری مرتبہ پکارنے کے بعد اندر سے جواب نہ آنے پر واپس چلا جائے۔ (بخاری: 6250، مسلم، ابوداؤد) یعنی ایک بار اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو تین بار تک استیذان احتیاطاً کرلیا جائے کہ شاید سنا نہ ہو۔ اگر اجازت مل جائے تو ملاقات کرلی جائے ورنہ واپس چلا جائے اور اجازت نہ ملنے پر شکستہ دل نہ ہو۔

خاص اوقات میں سب کے لیے استیذان:

''اے ایمان والو! تم میں سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں جو بلوغت کو نہیں پہنچے ہوں تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جبکہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو، صلاۃ عشاء کے بعد یہ تینوں اوقات تمہاری (خلوت اور) پردہ کے ہیں۔'' (النور: 58)

استیذان کے اس حکم سے غلام اور نابالغ بچے مستثنیٰ تھے لیکن تین اوقات میں انہیں بھی اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

1- نماز فجر سے پہلے یعنی نماز کے لیے اٹھتے وقت۔ 2- ظہر کے وقت یعنی جب لوگ (قیلولہ) سونے کے وقت (زائد) کپڑے اتار دیتے ہیں۔ 3- نماز عشاء کے بعد۔

یہ تین اوقات تخلیہ و استراحت کے ہیں۔ ان اوقات میں آدمی ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ بچوں اور خادموں کا اچانک پاس آجانا مناسب نہیں ہے، لہٰذا ان کو یہ ہدایت کرو کہ ان تینوں وقتوں میں جب تمہاری خلوت کی جگہ آنے لگیں تو پہلے اجازت حاصل کریں۔ آیت میں غلاموں کا ذکر ہوا ہے۔ آج کل کے دور میں جو گھر میں ملازم رکھے جاتے ہیں مثلاً ڈرائیور، باورچی، چوکیدار وغیرہ کو پردے کا لحاظ کرنا چاہیے، انہیں نامحرم عورتوں کے ساتھ بے تکلفی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

نابالغ بعد بلوغ اجازت لیں:

سن بلوغت کو پہنچنے میں شرعی احکام کا مکلّف ہوجانے پر اس پر بھی اجازت لینا لازم ہوجاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور جب تمہارے لڑکے سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ وہ اس طرح اجازت لے کر گھر میں آئیں جس طرح ان کے بڑے ان سے پہلے اجازت لے کر آتے تھے۔'' (النور: 59)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب صنفی احساس پیدا ہوجائے تو استیذان یعنی اجازت کی حد اس وقت شروع ہوتی ہے اس سے پہلے اجازت مانگنا ضروری نہیں۔

بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی صورتیں:

ہنگامی حالت میں مرد مدد کے لیے بلا اجازت داخل ہوسکتے ہیں۔ مثلاً گھر میں آگ لگ گئی ہو، ڈاکو داخل ہوگئے ہوں، شدید لڑائی ہو، بیرونی حملے سے بچانے کے لیے وغیرہ۔

عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے میں شرعی احکام کی پاسداری

''بے شک اللہ نے تم عورتوں کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دے دی ہے۔'' (بخاری: 4795، مسلم: 2170)

شریعت نے عورت کو ضرورت کے مطابق گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ اجازت بھی چند شرائط کے ساتھ ہے، جو درج ذیل ہے:

● تبرج جاہلیت کی ممانعت:

قرآن کریم اور احادیث میں ''تبرج'' کی اصطلاح کا ذکر ہوا ہے۔ جاہلیت سے

مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے۔ غیر مردوں کے سامنے عورت کا اپنی زینت وجسمانی محاسن (یعنی بناؤ سنگھار اور جسم کی خوبیاں مثلاً سینے کے ابھار وغیرہ) کا اظہار اور بے پردگی کو تبرج کہتے ہیں۔ تبرج کی ممانعت کا مقصد قرآن کے مطابق معاشرہ کو تمام گندگیوں (زنا اور بدکاری) سے پاک کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾ (الاحزاب : 33)

''اور پہلے دور جاہلیت کی طرح اپنی زینت ظاہر نہ کرتی پھرو۔''

رسول اللہ ﷺ تبرج کو ناپسند فرماتے تھے۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر کے علاوہ دیگر لوگوں کے سامنے سنگھار کر کے اترانے والی عورت کی مثال قیامت کے اندھیرے کی ہے جس میں روشنی بالکل نہیں۔ (ترمذی) آپ ﷺ نے تبرج کو حرام قرار دیا۔ (مسند احمد)

آج کل مسلم معاشرے میں زیادہ تر خواتین تبرج (چست اور بغیر بازو کے یا آدھے بازو کے مختصر اور نیم عریاں لباس) اور بے حجابی کی برائی میں مبتلا ہیں جبکہ قرآن نے عورت کو بہت سختی سے تبرج کی روش اپنانے سے روکا ہے۔

• تبرج کے مضر اثرات:

یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ازدواجی رشتے اور خاندانی نظام کی تباہی اور بگاڑ کا سب سے بڑا ذریعہ یہی تبرج ہے۔ ایسی عورتیں مردوں کو اپنا اسیر بنالیتی ہیں۔ لہٰذا ایسے مرد کو نہ بیوی کی فکر ہوتی ہے اور نہ خاندان کی۔ اس سے شہوانی جذبات کی برانگیختگی اور زنا کے رجحان کو فروغ ملتا ہے۔

• مکمل پردہ کے ساتھ باہر نکلنا:

عورت جب بھی اپنے گھر سے باہر نکلے، چہرے سمیت پورے بدن کے پردے

کے ساتھ نکلے، کسی لمبی چادر، برقعہ عبایا وغیرہ کو سر سے پاؤں تک اوڑھ کر نکلے راستہ دیکھنے کے لیے آنکھیں کھلی رہیں۔ چادر، عبایا، یا برقعہ وغیرہ ڈھیلے ڈھالے سادے اور غیر جاذبِ نظر ہوں۔

بچی پر پردے کی فرضیت تو دیگر احکام کی طرح بالغ ہونے پر ہیں لیکن فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ نو برس کی عمر سے باہر نکلتے وقت پردے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

● نظر کی حفاظت:

راہ چلتے ہوئے جس طرح مرد حضرات کو غیر محرم عورتوں سے نگاہ کی حفاظت ضروری ہے اس طرح عورتوں کے لیے بھی حکم ہے۔

ترجمہ: ''اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔'' (النور: 31)

● خوشبو لگا کر نامحرم مردوں کے پاس سے گزرنے پر وعید:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر (بدنظری کرنے والی) آنکھ زنا کار ہے اور جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تو ایسی عورت زنا کار ہے۔

(ترمذی: 2786، ابوداؤد: 4173)

ہر آنکھ زنا کار ہے کا مطلب ہے کہ ہر وہ آنکھ جو کسی اجنبی عورت کو شہوت سے دیکھے وہ زانیہ ہے اور خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرنے والی عورت اس لیے زانیہ ہے کیونکہ وہ لوگوں کی نگاہوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بنتی ہے اس لیے وہ بھی برابر کی شریک ہے لہٰذا عورت کو خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

● راستے کی ایک جانب چلنے کا حکم:

''عورتوں کو راستے کے درمیان چلنے کا حق نہیں۔''

(ابوداؤد: 5282، شعب الایمان: 7436)

عورتوں کو حکم ہے کہ وہ راستے کے دائیں یا بائیں کسی ایک جانب ہو کر چلیں۔ اس طرح درمیان والا حصہ مردوں کے لیے خاص ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہیں ہوتا اور آمنا سامنا بھی نہیں ہوتا۔

● راستے میں چلتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا:

ایک مسلمان خاتون کی حیا کا تقاضا ہے کہ وہ راہ چلتے ہوئے خاموش رہے تاکہ اس کی باتوں کی وجہ سے مرد ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور یہ مردوں کے لیے فتنہ کا باعث نہ بنے۔ اگر اجنبی مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو لب ولہجہ میں سختی و درشتی کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ تاکہ اس کے دل میں کشش ومیلان پیدا نہ ہو۔

● مردوں کی ذمہ داریاں:

مردوں کو بھی غض بصر پر عمل کرنا چاہیے اور اپنی خواتین (ماں، بہن، بیوی، بیٹی) کو تبرج سے بچنے کی نصیحت کرنی چاہیے۔ جب بچی بڑی ہو رہی ہو تو اسے ڈوپٹہ اوڑھنے اور ساتر (ستر چھپانے والا) لباس پہننے کی تلقین کریں۔ یاد رکھیں کہ اس ذمہ داری سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینا ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔" (التحریم :6)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو اور حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (بخاری: 893)

اندرون خانہ پردے کی تفصیل:

عورت کا پورا بدن ستر ہے مگر چہرہ اور دونوں ہاتھ ستر سے خارج ہیں۔ ان اعضاء کو گھر میں کھلا رکھنا جائز ہے۔ اگر گھر میں صرف محارم ہوں یا عورت تنہا ہو اور کام کاج کے

وقت آستین چڑھانے یا ڈوپٹہ اتارنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی اجازت ہے۔

پردہ تعلیم اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ پردہ عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اسے قدامت پرستی اور پسماندگی کی ایک علامت بتایا جاتا ہے۔

اسلام نے خواتین کی تعلیم وترقی کی راہ میں نہ تو کسی طرح رکاوٹ ڈالی ہے اور نہ ہی ان پر علم کے دروازے بند کیے ہیں بلکہ پردے کا مکمل خیال کرتے ہوئے وہ اپنے علم کی پیاس بجھائیں۔ اسلام میں خواتین کے ایسے بہترین کردار گزرے ہیں جنہوں نے پردہ میں رہ کر دنیا کے مختلف امور انجام دیے ہیں جو آج کی عورت کے لیے مثال ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام سرفہرست ہے جو بین الاقوامی تجارت میں تن تنہا مالک تھیں۔ انہوں نے اسلامی حدود میں رہ کر کاروبار کیا اور تمام کاموں میں حصہ لیتی رہیں۔

احادیث سے ثابت ہے جنگ میں ازدواج مطہرات اور مسلم خواتین آنحضرت ﷺ کے ساتھ جاتیں اور مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں۔ یہ طریقہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔ (بخاری: 2880)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ بہت بڑی فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور سب سے زیادہ اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔ (المستدرك حاكم : 6808) انہوں نے نصف صدی تک پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سات غزوات میں شریک ہوئیں۔کیمپ کی حفاظت، سپاہیوں کے لیے کھانا پکانا، زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری کرنا ان کے سپرد تھا۔ (مسلم: 1812، ابن ماجہ: 2856) دور صحابہ وتابعین اور مابعد کے ادوار میں بھی خواتین پردے میں رہ کر دینی

وعصری علوم کی تعلیم حاصل کررہی تھیں۔ اسلام جدید ماحول میں جدید تقاضوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی بھرپور تائید کرتا ہے۔

خواتین کی تعلیم کی اہمیت:

''اے پیغمبر آپ کہہ دیں کیا اہل علم اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں؟'' (الزمر: 9)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔'' (ابن ماجہ: 224)

دینی اور دنیاوی دونوں تعلیم عورت کے لیے بڑی اہم ہیں۔ اولاد اور بالخصوص لڑکیوں کو بچپن ہی سے دینی ماحول فراہم کیا جائے۔ نماز، روزے، قرآن اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی جائے۔ ایک تعلیم یافتہ ماں اولاد کی اچھی تربیت کرکے انہیں معاشرے میں ایک اچھا فرد بنانے میں معاون و مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین بچوں کی صحت اور دیکھ بھال، غذائیت اور تعلیم میں اعلیٰ کردار ادا کرسکتی ہیں۔

معاشرے کی ترقی وخوشحالی کے لیے خواتین کی تعلیم بہت اہم ہے۔ عورت غربت کو کم کرنے اور مستقبل کی نسلوں کو بہتر تعلیم سے آراستہ کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ عورتوں کا تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے معاشی ترقی پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ دور جدید میں بھی بہت سی خواتین حجاب کے اندر رہتے ہوئے تمام شعبہ جات چاہے وہ طب ہو یا آرٹ وفنون ابلاغ عامہ دینی علوم وغیرہ میں کارہائے نمایاں انجام دیتی نظر آتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں عورتوں نے زراعتی کاموں میں اپنا پردہ میں رکھتے ہوئے یہ ثابت کر دکھایا ہے وہ مردوں سے بہتر کام کرسکتی ہیں اور ان کا حجاب ان کے کام میں رکاوٹ نہیں۔

☆......☆......☆

فحاشی

فحاشی سے مراد ہر وہ عمل ہے جو ناجائز جنسی لذت کے حصول کے لیے کیا جائے یا جس کے ذریعے جنسی اعضاء یا فعل کی اس نیت سے اشاعت کی جائے کہ جنسی اشتہا بھڑکے یا جنسی تسکین حاصل ہو۔ زنا و اغلام بازی (جرم لواطت اور ہم جنس پرستی) تو واضح طور پر فحش عمل ہے البتہ وہ امور جو زنا کے قریب لے جانے والے ہیں وہ بھی فحاشی ہی ہیں۔ مثلاً جنسی مناظر کو دیکھنا جنسی عمل کے متعلق باتیں کرنا لکھنا اور اس کی تشہیر کرنا، فحش عریاں تصاویر، سٹیج پر عورتوں کا گانا ناچنا اور نازو ادا کی نمائش کرنا وغیرہ فحاشی پھیلانے میں آتا ہے۔

فحش کیا ہے؟

اسلام نے پاکیزہ اور صالح معاشرے کے لیے ہر قسم کے فواحش اور منکرات کو حرام قرار دیا ہے۔

قرآن کریم میں برائی کے لیے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ **"فحش"**، **"منکر"** **"بغی"** اور **"فسق"** وغیرہ ہیں۔

بغی اپنی حد سے تجاوز کرنا اور دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا خواہ وہ حقوق اللہ ہوں حقوق العباد **بغی** کہلاتا ہے۔ اللہ کی اطاعت سے نکل جانا یعنی نافرمانی کرنا **"فسق"** کہلاتا ہے۔

منکر: وہ ہے جو شریعت کی نظر میں برا ہو۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں جن کا

ظاہری طور پر برا ہونا معلوم نہیں ہوتا اور لوگوں کی نظر میں وہ برے نہیں ہوتے۔ لیکن شریعت کی نظر میں وہ برے ہوتے ہیں۔ جیسے ہوا خارج ہونے کی وجہ سے وضو کا ٹوٹ جانا جنبی ہونے کی وجہ سے ناپاک ہوجانا وغیرہ انسان کو اس کا ناپاک ہونا نظر نہیں آتا۔ مگر شریعت کہتی ہے کہ آدمی اس حالت میں ناپاک اور نجس ہوتا ہے اب وہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔

لفظ **فحش** میں دو مفہوم پائے جاتے ہیں: 1- برا اور قابل نفرت قول یا فعل، بدکاری و بے حیائی۔ 2- وہ شے جو اپنی حد سے بڑھ جائے۔ قوت شہوانیہ یا جنسی جبلت کی تسکین سے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو حدیں مقرر فرمائی ہیں ان کو توڑنے اور ان سے آگے بڑھنے کی بری حالت کو بالعموم **فحش** (فحشاء و فاحشہ) قرار دیا گیا ہے اور اس کا پھیلاؤ **فحاشی** اور **بے حیائی** کہلاتا ہے۔ ''فواحش'' فاحشہ کی جمع ہے۔

قرآن کریم میں **فاحشہ** کا اطلاق ان تمام افعال پر ہوتا ہے جن کی برائی بالکل واضح ہو مثلاً زنا، لواطت، محرمات سے نکاح، برہنگی، جھوٹی تہمت وغیرہ۔

احادیث میں چوری، شراب نوشی، بدزبانی، گالی گلوچ، برہنگی وغیرہ کو فواحش کہا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے شرمناک افعال بھی **فواحش** میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام افعال سے منع فرمایا ہے وہ ظاہری فواحش ہوں یا باطنی۔

قرآن میں فحاشی کی مذمت:

- ﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (الاعراف: 33)

ترجمہ: ''کہہ دو کہ میرے رب نے تو صرف حرام کیا ہے فواحش کو جو اُن

میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو اور یہ
کہ تم اس کے ساتھ شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔‘‘

اس آیت میں نبی ﷺ کے ذریعے ان مشرکین سے خطاب ہے جو عریانی اور برہنگی کو معیوب نہیں سمجھتے تھے اور برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور اس شرم ناک فعل کو مذہبی تقدس کا درجہ دیتے تھے نیز اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزوں کو حرام کر لیتے تھے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ چیزیں حرام نہیں کیں۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں وہ یہ ہیں: (1) **بے حیائیاں چاہے ظاہری ہوں یا باطنی، قولی ہوں یا فعلی۔ (2) گناہ (3) ناحق زیادتی (4) ہر طرح کا کفر و شرک۔**

ظاہری فواحش سے مراد بے حیائی کے وہ تمام مظاہر ہیں جسے کھلم کھلا کیا جاتا ہے مثلاً حیا سوز فلمیں اور ڈرامے، رقص و سرور، مجروں کی محفلیں، عورتوں کی بے پردگی، مہندی اور شادی کی رسموں میں بے حیائی کے کھلے عام مظاہرے وغیرہ۔

باطنی فواحش سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق دل سے ہے مثلاً شرک، زنا، لواطت، پوشیدہ طور پر بدکاری کا ارتکاب، تکبر و غرور، ریا کاری، ناجائز تعلقات وغیرہ۔ فحاشی کے ظاہری کاموں سے انسان بچنے کی کوشش کرتا ہے کہ عزت پہ حرف نہ آئے یا قانونی شکنجے میں نہ آجائے مگر باطنی طور پر وہ اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے۔

- ’’بے حیائی کے امور (فحاشی) کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلے ہوں یا پوشیدہ۔‘‘

(الانعام: 151)

- ’’مومنو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور برے کام ہی بتائے گا۔‘‘ (النور: 21)

- ”......کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“

(العنکبوت:45)

- ”بے شک اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔“ (النحل:90)
- ”وہ جو کبیرہ گناہوں اور فحاشی کے کاموں سے بچتے ہیں مگر یہ کہ چھوٹے گناہ (ان سے سرزد ہو جائیں) بلاشبہ آپ کے پروردگار کی مغفرت بہت وسیع ہے۔“

(النجم:32)

- ”اور تم زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو حقیقت یہ ہے کہ وہ سراسر بے حیائی ہے اور بدترین راستہ ہے۔“ (بنی اسرائیل:32)

احادیث میں فحاشی کی مذمت:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم جس قدر فحاشی کے کام میں ملوث ہوا اسکے نام اتنا برائی کا حصہ (زنا سے حصہ) لکھ دیا گیا، وہ لامحالہ اسے ملے گا پس آنکھوں کا زنا (فحش چیزیں) دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا (فحش باتیں) سننا ہے اور زبان کا زنا فحش گفتگو کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا نامحرم کو پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا برائی کے لیے چلنا ہے اور دل کا گناہ زنا کی خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق ہے یا تکذیب۔ (مسلم:2253)

یعنی جسم کے تمام اعضاء سے فحاشی کا اظہار ہوتا ہے اور اس کی انتہا بدکاری ہے۔

- آدمی جب زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا۔ (بخاری:2475)
- ”حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے۔ فحاشی ظلم ہے اور ظالم جہنم میں جائیں گے۔“ (ترمذی:2009)

- ''کسی قوم میں زنا عام ہوجانے کی وجہ سے اموات کثرت سے ہوتی ہیں۔''

(بیہقی:6398،موطا امام مالک:1545)

حرمت زنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اورتم زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو حقیقت یہ ہے کہ وہ سراسر بے حیائی ہے اور بدترین راستہ ہے۔'' (بنی اسرائیل:32)

نکاح کے بغیر مرد وعورت کا باہم عمل مباشرت کا مرتکب ہونا **زنا** کہلاتا ہے۔

اس آیت میں زنا کو فحاشی قرار دیا گیا ہے۔ یہاں صرف یہ نہیں کہا گیا کہ زنا نہ کرو بلکہ کہا گیا ہے کہ ''**ولا تقربوا الزنا**'' یعنی زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔لہٰذا حکم دیا گیا ہے کہ بے حیائی کے ان تمام کاموں سے سختی کے ساتھ بچو جوشہوانی جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے اور زنا کے قریب لے جانے والے ہوں، مثلاً فحش لٹریچر، ننگی تصاویر، شراب نوشی، حیا سوز مناظر اور فلمیں، سینما وغیرہ یہ سب زنا کے محرکات اور اسباب ہیں۔

اسلام نے زنا کو حرام اور سخت ترین گناہ قرار دیا ہے۔زنا سے بچنے کے لیے لازمی ہے کہ انسان ان چیزوں سے دور رہے۔ اگر کوئی اس کے باوجود بھی زنا میں ملوث ہوجائے تو اس کے لیے قرآن میں سزائیں مقرر کی گئی ہیں تاکہ معاشرہ اس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''زنا کار مرد اور عورت کو سو سو کوڑے لگاؤ۔'' (النور:3)

زنا کے نقصانات:

جنسی بیماریوں کے پھیلنے کا بہت بڑا سبب زنا ہے۔زنا سے نہ صرف خاندانی نظام درہم برہم ہوجاتا ہے بلکہ یہ قتل وفساد کا ذریعہ ہے۔ ناجائز اولاد والد کے پیار، کفالت اور وراثت سے محروم رہتی ہے۔ ایسے بچے بڑے ہوکر نفسیاتی الجھنوں اور بیماریوں کا

شکار ہو جاتے ہیں۔ حسب ونسب محفوظ نہیں رہتا۔ مسلم معاشرہ فطرتاً حرامی بچہ کی ماں کو نفرت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے یہ ایک طرف افراد کو گناہ اور بدکاری سے روکنے کے لیے ایک بڑی رکاوٹ ہے اور دوسری طرف معاشرے میں اخلاقی حس زندہ رکھنے کی علامت ہے۔

فحش گوئی کرنے والوں کا بُرا انجام:

- ''روز قیامت اللہ کے ہاں سب لوگوں سے بدتر مقام والے وہ لوگ ہوں گے جنہیں لوگ ان کی فحش گوئی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔'' (بخاری: 6054)

فحش گوئی میں قبیح، نامناسب، اخلاق سے گری ہوئی تحریر یا تقریر، شہوانی اعمال و افعال کو واضح اور برہنہ طور سے بیان کرنا، گالی دینا، الزام تراشی وغیرہ شامل ہیں۔ آج معاشرہ میں باتوں باتوں میں ہزاروں گالیاں بکنے کا رواج ہے جہاں چند لوگ مل کر بیٹھیں وہیں چغلیوں، غیبتوں، بدگمانیوں اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

موبائل اور انٹرنیٹ پر مسلم مرد اور عورت کے درمیان عشق ومحبت سے لبریز شہوت انگیز گفتگو اور جذبات کو برانگیختہ کرنے والے کلمات کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے۔ ویڈیو لنک یعنی روبرو فحش حرکات وسکنات کے ذریعہ فحش گفتگو ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (بخاری: 6474) مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا اور فحش گو نہیں ہوسکتا۔ (ترمذی) لہٰذا فحش گوئی سے بچا جائے۔

جنسی بے راہ روی:

فطری اور دائرہ جواز کی راہ ترک کر کے غلط طریقے سے جنسی خواہشات کی تکمیل کرنے کو **''بدکاری''** یا **''جنسی بے راہ روی''** کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں زنا کاری،

اغلام بازی اور مشت زنی وغیرہ شامل ہیں۔ اسلام نے ان افعال سے سختی سے منع فرمایا ہے اور سزائیں مقرر کی ہیں۔ یہ سارے اعمال بد غیر فطری اور نظام تمدن کو ڈھا دینے والے ہیں۔جنسی خواہشات کو جائز طریقے سے پورا کرنے کا ذریعہ نکاح ہے جس سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

فحاشی کا دائرہ اوراس کی ظاہری صورتیں:

پہلی اورسب سے اہم صورت جس کا ذکر سورہ نور آیت 4 میں ہے اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگادے اور دوسرے لوگ بغیر تحقیق اس بات کو آگے دوسروں تک بیان کرنا شروع کردیں۔ یہ بھی فحاشی کے زمرے میں آتا ہے۔

زنا کے علاوہ شہوت زنی کی دوسری صورتیں مثلاً ہم جنس پرستی، جانوروں سے بدفعلی، مشت زنی وغیرہ یہ سب حرام صورتیں ہیں۔ان سے بچنا چاہیے۔

ہم جنس پرستی (Homosexuality):

معاشرے میں پھیلے ہوئے جنسی بے راہ روی کی ایک خطرناک اور قبیح صورت ہم جنس پرستی ہے۔انسانی تاریخ کی یہ بہت قدیم وبا ہے۔اس کی دوصورتیں یہ ہیں:

(1) اغلام بازی (Gay):

مرد کا مرد سے بدفعلی کرنا جسے اسلام میں **اغلام بازی** یا **لواطت** یا **سدومیت** کہا جاتا ہے۔قوم لوط وہ بدبخت قوم تھی جس نے اس ناپاک اور غیر فطری عمل کو اختیار کیا۔

(2) سحاقت (Lesbian):

یہ ہم جنس پرستی کی ایک نہایت فحش اور قبیح صورت ہے جس میں عورتوں کا عورتوں سے جنسی لذت حاصل کرنا اسے عربی میں **سحاقت** کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے ''کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ (ننگے بدن) نہ چمٹے۔''

(بخاری) آج کل اس بے حیائی کے واقعات عام ہو رہے ہیں۔ جن میں ایک ہی جنس کے دو افراد آپس میں شہوانی تعلق رکھتے ہیں یعنی عورتیں عورتوں کے ساتھ، مرد مردوں کے ساتھ بالخصوص مغرب زدہ معاشرے میں اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ دنیا کے تقریباً 113 ممالک میں ہم جنس پرستی کو قانوناً درست تسلیم کرلیا ہے۔ جس میں بعض نام نہاد مسلم ممالک بھی شامل ہیں۔ یہ فطرت کے ساتھ بغاوت اور حیوانی سطح سے بھی گرا ہوا کام ہے۔ موجودہ دور میں یہ بے حیائی اور جنسی کج روی پوری دنیا میں عام ہے اور بہت سے افراد معاشرے میں اس بری لت کا شکار نظر آتے ہیں۔ مسلمان عورتیں یا مرد جو اس قبیح فعل میں مبتلا ہوں انہیں اللہ سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور اس حرام کام کو چھوڑ دینا چاہیے۔

ہم جنس پرستی کے اسباب:

ہم جنس پرستی کی ایک بنیادی وجہ گھر کے بڑوں کا گھر کی عورتوں کے ساتھ برا سلوک لڑکیوں کے ذہن میں مرد کے لیے نفرت پیدا کر دیتا ہے اور وہ لڑکیوں کو ہی پسند کرنے لگتی ہے اور مردوں سے دور بھاگتی ہیں۔ والدین کا بچیوں کے سامنے غیر اخلاقی حرکتیں کرنا اور نوعمر بچوں کا والدین کے جنسی عمل کا مشاہدہ کرنا وغیرہ۔

ہم جنسی پرستی کی مذمت قرآن کی روشنی میں:

اسلام نے ہم جنسی پرستی کو بھی زنا قرار دے کر حرام کر دیا ہے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ قوم لوط کے مرد جب مردوں سے شہوت زنی کرتے تھے اور عورتوں سے انہوں نے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی۔ عورتیں مجبور ہو کر عورتوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کرلیا کرتی تھیں۔ (تفسیر القرآن العظیم: 717/2)

ایسی عادت سے نسل انسانی کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات

پر اس مکروہ فعل کی بہت شدید اور صریح انداز میں مذمت آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- ''اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کی۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوات کے لیے جاتے ہو یقیناً تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔''

(الاعراف: 80، 81)

قوم لوط کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ قوم شرم و حیا سے عاری تھی اور بے حیائی کے کام بڑی محفلوں اور مجلسوں میں کرتی تھی۔

اس فعل بد کی وجہ سے قوم لوط پر عذاب نازل ہوا جس کا بیان قرآن مجید میں ان الفاظ سے ہے:

- ''چنانچہ سورج نکلتے ہی ان کو چنگھاڑ نے آ پکڑا تو ہم نے اس بستی کو (الٹ کر) نیچے اوپر کر دیا اور ان پر کنکر کی پتھریاں برسائیں۔'' (الحجر: 73، 74)

ہم جنسی پرستی کی مذمت احادیث کی روشنی میں:

رسول اللہ ﷺ نے قوم لوط جیسا عمل کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے۔ (الجامع الصغیر: 8207، مسند احمد: 2915، ترمذی)

- ملعون (لعنتی) ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کی دبر (پاخانہ کے مقام) میں جماع (صحبت) کرے۔ (ابوداؤد: 2162)

یہ بھی لواطت ہی کی ایک شکل ہے جو حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

امرد (بے ریش خوبصورت لڑکے) سے احتیاط:

فقہاء نے لکھا ہے کہ شہوت کے اندیشہ کے وقت امرد کی طرف دیکھنا یا مصافحہ کرنا،

اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا، اس سے گانے سننا اس سے بدن دبوانا وغیرہ یہ سب حرام ہے۔ آج کل بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی اور بدفعلی کے واقعات رونما ہورہے ہیں۔ اس لیے والدین مناسب انداز میں اپنے بچوں کو سمجھائیں تاکہ وہ ایسے بدکار لوگوں کے جال میں نہ پھنس سکیں۔

ہم جنس پرستی کے انسانی صحت پر اثرات:

لواطت کا عمل عقلی اور طبی لحاظ سے انتہائی خبیث ہے۔ غیر فطری فعل انسان کی قوت کو کم کردیتا ہے۔ یہ بری عادت رگوں اور پٹھوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ عضو خاص کے پٹھے بالکل کمزور ہوجاتے ہیں۔ پھر رعشہ، فالج اور تشنج پیدا ہوتا ہے اور بینائی کمزور ہوجاتی ہے۔ ایڈز جیسی مہلک اور لاعلاج بیماری لاحق ہوجاتی ہے جس سے قوت مدافعت ختم ہوجاتی ہے اور موت واقع ہوجاتی ہے۔ یہ چھوت کی بیماری ہے جو ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ ہم جنس پرست مرد و خواتین نہ مکمل مرد رہتے ہیں اور نہ مکمل عورت۔ ان میں جنس کے احساسات ختم ہوجاتے ہیں پھر وہ فطری و طبعی ملاپ کے قابل نہیں رہتے۔

تبدیلی جنس (Transgender):

اس وقت پوری دنیا اور خصوصاً مغربی ممالک میں بہت سے افراد تبدیلی جنس یعنی مرد سے عورت اور عورت سے مرد بننے کے ذریعہ اپنی نامراد جنسی تسکین میں مبتلا ہیں۔ تبدیلی جنس کا مطلب ہے کہ آپریشن کے ذریعے مرد کے ظاہری اعضاء کو نکال کر اس میں عورت کے ظاہری اعضاء لگا دینا اور عورت کے ظاہری اعضاء کو نکال کر اس میں مرد کے ظاہری اعضاء لگا دینا۔ حقیقت میں یہ مکمل تبدیلی نہیں ہوتی ہے بلکہ مرد اور عورت کے ہارمونز کو بدل کر فقط ظاہری طور پر مصنوعی تبدیلی کی جاتی ہے۔ اس طرح نہ عورت میں حیض آتا ہے اور نہ حمل قرار پاسکتا ہے۔ اسی طرح بننے والا مرد میں منی کا اخراج

ناممکن ہوتا ہے۔جنس تبدیلی کروانے کا یہ بے حیا عمل جائز نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورت میں تغیر وتبدیلی اور دو مخالف جنسوں کا آپس میں مشابہت اختیار کرنا لازم آتا ہے جو کہ حرام ہے۔ نیز یہ نسل انسانی کو ختم کرنے کا خطرناک ذریعہ ہے جو قطعاً حرام ہے۔ البتہ اگر کسی مخنث مرد میں زنانہ علامات پائی جائیں یا مخنث عورت میں مردانہ علامات پائی جائیں تو ان اصلی علامات کو آپریشن کے ذریعے اجاگر کرنا جائز ہے۔

بچوں کا جنسی استحصال (Child Sexual Abuse):

ایسے تمام بچے اور بچیاں جو نابالغ ہوں ان کے ساتھ اپنی عمر سے بڑے افراد یا بالغ افراد کا بچے کے جسم کے مختلف حصوں کو مخصوص انداز سے چھونے، بوسہ لینے یا پھر جسمانی تعلق قائم کرنا جو تشدد کے ساتھ ہو یا بغیر تشدد کے بچوں کا **جنسی استحصال** (Child Sexual Abuse) کہلاتا ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں بچوں سے زیادتی، جنسی تشدد ریپ اور قتل کے واقعات رونما ہورہے ہیں ان میں اکثریت ان کیسز کی ہے جو سرے سے رپورٹ ہی نہیں کیے جاتے۔جنسی زیادتی وتشدد جہاں بچوں میں جسمانی اور ذہنی اثرات مرتب کرتا ہے وہیں خاندانوں کی تباہی اور رسوائی کا باعث بھی بن رہا ہے۔ اس مسئلے کا دبا دینا اور اس جرم کے خلاف آواز نہ اٹھانا اور جرم کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی نہ کرنا بھی کسی جرم سے کم نہیں۔ اس سے آنے والی نسلوں کو سنگین حالات سے دوچار ہونا پڑسکتا ہے۔

بچوں کا استحصال مختلف طرح سے ہوتا ہے جس میں جسم کو چھونے والی اور غیر چھونے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔ چھونے والی سرگرمیوں میں جنسی سرگرمیاں یا لواطت وغیرہ۔ غیر چھونے والی سرگرمیاں بچوں کی فحش تصاویر یا فلمیں بنانا انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرنا اور ڈاؤن لوڈ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

استحصال کرنے والے لوگ:

اس میں دو قسم کے لوگ شامل ہیں ایک تو با قاعدہ گروہ ہے جو بچوں کا جنسی استحصال کرتے ہیں پھر اس کی قبیح فعل کی فلم بندی کے بعد اس کو ملک کے اندر اور بیرون ملک مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ اس کاروبار میں بڑے بااثر افراد ملوث ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔

کچھ لوگ یہ کام انفرادی طور پر کرتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر بچوں کے جان پہچان والے لوگ شامل ہیں جیسا کہ کوئی رشتہ دار، گھریلو ملازمین، محلے دار، سکول اور مدرسہ وغیرہ۔ یہ لوگ باقاعدہ بچوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے تحفے دینا، پیسہ دینا، ڈرانا دھمکانا، مار دینے کی دھمکی دینا وغیرہ کے حربے استعمال کرتے ہیں۔

خطرناک حالات میں بچوں کو اپنا دفاع کرنا:

- والدین کو چاہیے کہ بچوں کو بتائیں کہ کوئی غیر انہیں بے جا پیار کرنے یا چومے تو اپنے والدین کو آگاہ کریں۔
- بچوں کو رہنمائی دی جائے کہ ان کے جسم کے بعض خاص حصے (Private Parts) ہیں جنہیں کوئی شخص چھو نہیں سکتا اگر کوئی شخص ان حصوں کو چھوتا ہے تو فوراً اپنے والدین کو بتائیں ایسی جگہ سے بھاگ کر باہر نکل جائیں اور شور مچانا شروع کر دیں اور ایسی جگہ آ جائیں جہاں زیادہ لوگ ہوں تا کہ محفوظ رہ سکیں۔
- اگر کوئی شخص ان کے ساتھ غلط ارادے سے پیش آتا ہو یا غلط نظر سے دیکھتا ہو تو دوسروں کو مدد کے لیے پکاریں۔ بچوں کو نوکروں، ڈرائیوروں کے ساتھ خلوت گزینی کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ زیادتی کے شکار بچے میں بعض اوقات جسمانی علامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ بچوں میں زخم بھرنے کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ بچوں کے رویے میں کسی بھی قسم کی تبدیلی آئے تو والدین کو فوراً تحقیقات کرنی چاہیے۔

- بچوں کی کمزور شخصیت بھی انہیں شکار بنا دیتی ہیں کیونکہ کمزور شخصیت کے بچے عموماً دھمکیوں کے زیر اثر آجاتے ہیں اس لیے بچوں کو اپنا دفاع کرنا سکھائیں۔
- والدین اور بچوں کے درمیان محبت والا تعلق ہوگا تو بچوں میں مثبت رجحانات پروان چڑھیں گے جبکہ خوف کی بنیاد پر بسنے والا تعلق فاصلے پیدا کرے گا۔

بچوں کو استحصال سے محفوظ رکھنے کی تدابیر:

- بچوں کو غیر اخلاقی ٹی وی چینلز دیکھنے، مخرب اخلاق رسالوں اور غیر مناسب ابلاغی مواد سے دور رکھنا چاہیے۔
- بچوں کو تنہا دوسروں کے گھروں میں جانے سے روکیں۔ جہاں زیادہ اعتماد ہو بچے اعتماد میں آکر دھوکہ کھاتے ہیں۔
- بچوں میں دینی شعور بیدار کرنا چاہیے جو کہ اندرونی محافظ کا کام کرے گا اور انہیں ہر برے کام سے دور رکھنے کی تلقین کرے گا۔
- ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ سونے کا عادی ہوجانا جسمانی لمس کا سبب بن سکتا ہے جو جنسی احساس کو پیدا کرسکتا ہے۔ بالخصوص نیند کی حالت میں۔ اس لیے شریعت نے 10 سال کے عمر کے بچوں کے بستر الگ کرنے کا حکم دیا ہے۔
- جب بچہ اپنے جنسی اعضاء سے کھیلتا ہوا نظر آئے تو اُسے پیار سے سمجھائیں کہ ایسا کرنا درست نہیں۔
- سکولوں اور مدرسوں کے منتظمین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی لائن لگوانے میں ایک دوسرے کے پیچھے کھڑا نہ کریں یا درمیان میں فاصلہ دیں بلکہ پہلو بہ پہلو لائن بنوانی چاہیے۔
- والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو اُس کے جسم میں رونما ہونے والی تبدیلیوں اور جنسی نشوونما کے متعلق اُن کی رہنمائی کریں بچے کو اُس کی جسمانی نشوونما اور

تبدیلیوں کے بارے میں بے خبر رکھنا بالخصوص جب وہ بلوغت کے قریب پہنچ چکا ہو اُس کو غلط اور تشویش ناک نتائج کا شکار بنا سکتا ہے۔ اسلام میں جنس ایک جبلت، بشری تقاضا اور انسانی صفت ہے۔لہٰذا بچوں کو اچھے طریقے سے رہنمائی کرنی چاہیے۔

متاثرہ بچے کے ساتھ سلوک:

خدانخواستہ بچوں سے کوئی بڑی غلطی ہوجائے یا وہ جنسی زیادتی کا نشانہ بن جائیں تو ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں اور انہیں نفرت کا نشانہ نہ بنائیں۔ان کو نفسیاتی سہارا دیں ہوسکے تو نفسیاتی معالج کو دکھائیں۔ بچے کو شفقت کے ساتھ مستقبل میں احتیاط کے لیے حوصلہ دیں تو بچہ اپنا کھویا ہوا اعتماد حاصل کرے گا اور اس کے لیے نئے سرے سے باوقار زندگی کا آغاز کرنا آسان ہوگا۔

کارٹون و گیمز کا بچوں پر منفی اثر:

بچوں کے لیے کارٹون اور بہت سے شارٹ فلم اور گیمز (Games)، یوٹیوب پر وافر مقدار میں اپ لوڈ کی جارہی ہیں جن کے بیش تر مناظر اور مواد اسلامی تعلیمات کے منافی ہوتے ہیں۔دیوی دیوتاؤں کی بالادستی کی کہانی ہوتی ہے۔جادو، ظلمات اور مافوق الفطرت باتیں پیش کی جاتی ہیں۔اخلاق و کردار کو بگاڑنے والے حیاباختہ مناظر دکھائے جاتے ہیں۔ بہت سے کارٹون میں لڑتے جھگڑتے مار پیٹ کرتے جرائم کرتے دکھایا جاتا ہے۔کارٹونز کو ایسے لباس میں پیش کیا جاتا ہے جو بالکل غیر اسلامی اور شرم و حیا سے عاری ہوتے ہیں۔بچوں میں چونکہ نقل کرنے کی صفت غالب ہوتی ہے اس لیے وہ بہت جلد اس کا اثر قبول کرتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے متعلق منفی رجحانات پیدا ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ والدین کو چاہیے وہ ایسی چیزوں سے بچوں کو بچائیں۔

اسلامی تعلیمات پر مبنی کارٹون، قرآنی تعلیمات وغیرہ والی ویب سائٹس موجود ہیں جنہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

اشاعت فحاشی کی صورتیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔'' (المائدہ:2)

اشاعت فحاشی کی درج ذیل صورتیں ہمارے معاشرے میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جو شرعاً ناجائز و گناہ ہے، جو لوگ ان کاموں میں ملوث ہیں یا جو ان کے معاون اور مددگار ہیں وہ سب اس گناہ میں شریک ہیں۔ لہٰذا ان کاموں سے بچنا چاہیے۔

- ایسے اشتہارات اور سائن بورڈ وغیرہ بنانا اور بنوا کر لگانا جن میں جاذبیت اور کشش پیدا کرنے کے لیے عورت کی عریانیت کا سہارا لیا گیا ہو۔
- تھیٹر، سینما گھر، کلب ہاؤس اور ٹی وی پر شہوت انگیز پروگرام نشر کرنا۔
- حیا سوز مناظر پر مشتمل فلمیں، حیا باختہ/ حیا سوز ڈرامے بنا کر ان کی تشہیر کرنا اور انہیں دیکھنے کی ترغیب دینا۔
- فیشن شو کے نام پر عورت اور حیا سے عاری لباسوں کی نمائش کر کے بے حیائی پھیلانا۔
- زنا کاری کے اڈے چلانا۔
- ایسے ناول، رسائل، اخبارات وغیرہ لکھنا اور شائع کرنا جن سے شہوانی جذبات متحرک ہوں۔
- فحش تصاویر اور ویڈیوز بنانا، بیچنا اور انہیں دیکھنے کے ذرائع مہیا کرنا وغیرہ۔
- سوشل میڈیا کے ذریعے فحش مواد کو آگے فارورڈ کرنا وغیرہ اشاعت فحاشی کے زمرے میں آتا ہے جس کی قرآن وحدیث میں سخت مذمت آئی ہے۔

- موجودہ دور میں اشاعت فحش کے ماڈرن طریقے ایجاد ہو گئے ہیں مثلاً نائٹ کلب، مخلوط تیراکی کے مظاہرے، جنسی بے راہ روی پیدا کرنے والی فلمیں اور اخلاق سوز گانے ڈانس کے پروگرام ریسلنگ (Wrestling)، ٹینس (Tennis) وغیرہ کھیلوں میں عورتوں کا مختصر لباس پہن کر عریانیت کا مظاہرہ کرنا وغیرہ۔

معاشرہ میں فحاشی کے عوامل:

سینما، TV، انٹرنیٹ پر پھیلی ہوئی آڈیو ویڈیو کلپس اور مخرب اخلاق رسائل و جرائد وغیرہ کے عریاں اور حیا سوز مواد دور حاضر کے بڑے فتنے اور معاشرے میں فحاشی پھیلانے کے بڑے عوامل ہیں۔ ان کی وساطت سے رشتوں کی بے حرمتی کرنے والے ڈرامے، اخلاق و کردار کو مجروح اور داغ دار کرنے والی چیزیں بڑے زور وشور سے نشر کی جاتی ہیں جن سے فسق و فجور منشیات کا استعمال، زنا و ہم جنس پرستی وغیرہ کو بہت فروغ ملتا ہے۔

آج لوگوں میں جنسی تسکین کے غیر فطری اور وحشیانہ طریقے رائج ہو رہے ہیں۔ آئے دن محرمات کے ساتھ بدکاری، معصوم اور نوخیز بچوں اور بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر اور گینگ ریپ کے جو دلدوز اور وحشت ناک حادثے پیش آ رہے ہیں۔ ان کی وجہ آزادانہ ماحول، بری صحبت، غلط تربیت اور انہیں آزاد ویب سائٹس پر موجود فحش ویڈیوز کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ بلکہ انسانیت سے گری ہوئی قحبہ گری کا پیشہ بھی مختلف ویب سائٹس کے ذریعہ آن لائن چلایا جاتا ہے جو جنسی انحراف کے لیے ایک وسیع میدان ہموار کرتا ہے جو ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے خود بھی بے حیائی کے کاموں سے بچے اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کرے۔ اسلامی طرزِ معاشرت اور حیا و اخلاق حسنہ

کو اپنائیں۔

فحش ویڈیوز کا بڑھتا ہوا سیلاب:

مختلف سوشل ویب سائٹس کی وجہ سے بہت سی ایسی فحش ویڈیوز تک نوجوانوں کی پہنچ آسان ہوگئی ہے جس سے جنسی بے راہ روی میں دن بدن بہت اضافہ ہو رہا ہے۔ انٹرنیٹ پر موجود مختلف سروے سے ماخوذ معلومات کے مطابق پورن گرافی (فحش مواد دیکھنا) پر مشتمل ان ویب سائٹس کے ناظرین کی تعداد میں روز بروز بہت اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وبا نے پوری انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے کر جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر آمادہ کردیا ہے۔ بچوں کی رسائی بھی ان ویب سائٹس پر بہ آسانی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے ان میں بگاڑ اور قبل از وقت بالغ ہو رہے ہیں۔ وہ بھی جنسی استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ موبائیل، فون، ٹیبلٹ، سمارٹ فون، آئی پیڈ ان کی بچوں سے لے کر بڑوں تک رسائی ہے۔ کوئی ایسا ادارہ نہیں جو مخرب اخلاق ویب سائٹس تک جانے سے بچوں کو روک سکے۔ فحاشی کی روک تھام اب وقت کا اہم تقاضا ہے ورنہ نہ صرف نوجوان نسل بلکہ پورا معاشرہ تخریب وتباہی کی طرف دھکیلا جاتا رہے گا۔

فحاشی کی سزا دنیا اور آخرت میں:

مسلم معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کی دنیا میں بھی سزا ہے اور آخرت میں بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں فحش اور بے حیائی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔" (النور: 19)

دنیا کے عذاب سے مراد ان پر حد قائم ہونا ہے اور آخرت کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ اگر توبہ کیے بغیر مر گئے تو آخرت میں دوزخ ہے۔

"اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے

اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔" (ہود: 102)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن آخر کار اسے پکڑتا ہے ایسا پکڑتا ہے کہ وہ چھوٹ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ (مسلم: 2583)

آج کل ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا، ٹی وی فلموں اور ڈراموں وغیرہ) کے ذریعے شب و روز مسلم معاشرے میں بے حیائی پھیلائی جارہی ہے۔ سوشل میڈیا پر عریاں تصاویر اور فحش ویڈیوز اور حیا سوز مناظر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹی اور فحش خبروں کی نشر و اشاعت ہوتی ہے لوگ ان چیزوں کو بڑی کثرت سے شیئر کرتے ہیں۔ اس آیت میں ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر اپ لوڈ اور شیئر کی گئی چیزیں انمٹ ہوتی ہیں۔ آگے کتنے لوگوں تک یہ مواد پہنچتا ہے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس طرح دیکھنے والوں میں سے ہر ایک کے گناہ میں آپ بھی شریک ہوں گے۔ موت کے بعد بھی گناہوں کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہے اور مسلسل نامہ اعمال گناہوں سے آلودہ ہو کر سیاہ ہوتا رہے گا۔

موجودہ دور میں زیادہ تر لوگ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے فحش کاموں، الزام تراشیوں اور بے حیائی پر مبنی جھوٹی سچی خبروں کی تشہیر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور اس طرح بے حیائی کو فروغ دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں پوری دنیا مختلف طرح کی وباؤں، آفتوں، نت نئی بیماریوں قتل و غارت اور بدامنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب الیم کا سامنا کر رہی ہے۔

احادیث نبوی:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی ہدایت کی دعوت دے (یعنی دین کے راستے پر بلائے) اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس شخص کو جو اس کی پیروی کرے

اوراس (اطاعت گزار) کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے (برائی کی دعوت دے) اسے اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس شخص کو جس کی اس نے بات مانی اور ان (بدکاروں) کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔"

(مسلم: 6804)

اس حدیث کو سمجھنے کے لیے انٹرنیٹ ایک بہترین مثال ہے یعنی جو لوگ اپنی اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے اسلامی پیج اور ویب سائٹس بنا کر تبلیغ کے لیے کوشاں ہیں وہ ثواب کے مستحق ہیں جو لوگ ان پیجیز کو شیئر کرتے ہیں وہ بھی ثواب کے حق دار ہیں۔

اور جو لوگ انٹرنیٹ کے ذریعے لوگوں میں فحاشی پھیلا رہے ہیں تو ان پر گمراہ ہونے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا گناہ ہوگا اور جو لوگ ایسے پیجیز سے منسلک ہیں وہ بھی برابر کے گناہ میں شریک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- "گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے سوا میری ساری امت بخش دی جائے گی۔ گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی گناہ کا کام کرے اس کے باوجود اللہ نے اس کے گناہ تو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے اے فلاں! میں نے کل رات فلاں کام کیا تھا رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کے گناہ کو چھپائے رکھا لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔" (بخاری: 6069)

اس حدیث کی روشنی میں جب گناہ کا اظہار جرم ہے تو پھر ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے جو سوشل میڈیا کے ذریعے فحش مواد، فحش تصاویر اور اخلاق سے گری ہوئی باتیں پھیلا رہے ہیں۔ انہیں اس سے بچنا چاہیے ورنہ بروز قیامت پچھتاوا ہوگا۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کے فروغ کو ملحوظ رکھیں۔ اسی

میں دنیا اور آخرت کی فلاح کا راز مضمر ہے۔

اشاعت فحش سے بچاؤ کی تدابیر

دین اسلام جس چیز کو حرام قرار دیتا ہے تو اس سے بچنے کے طریقے بھی سکھاتا ہے۔ اسلام نے فحاشی اور بدکاری کو حرام قرار دیا ہے تو ان اسباب کا سد باب بھی کیا ہے جو کسی شخص کو برائی میں مبتلا ہونے پر اکساتے ہیں۔

- فحاشی اور بدکاری کی روک تھام کے لیے "غض بصر" (نگاہیں پست رکھنے) کا حکم دیا ہے یعنی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کو گھورنے یا تانک جھانک کرنے فحش و عریاں مناظر کے ذریعہ نگاہوں کو آلودہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔
- عورتوں کو سر عام اظہار زینت سے منع کیا گیا ہے۔
- اجنبی مرد اور عورت کو بلا ضرورت کسی بند جگہ تنہا رہنے سے منع کیا گیا ہے۔ مرد اور عورت کا بلا ضرورت آپس میں کلام و ملاقات سے منع کیا گیا ہے۔
- شہوانی جذبات کو ابھارنے والی فلمیں، تھیٹر، اشتہارات و رسائل اور ایسے مواد کی اشاعت سے منع کر دیا گیا ہے۔
- جنسی جرائم کی تشہیر سے روک دیا گیا ہے۔
- پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ پردہ پوشی سے معاشرہ گناہ آلود نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے عیوب کو چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو چھپائے گا۔" (ابن ماجہ: 2546)

- اشاعت فحش پر سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

نکاح کی ترغیب:

معاشرے میں جنسی بے راہ روی کو روکنے اور جنسی خواہش کی تکمیل کا جائز اور

درست طریقہ نکاح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تم میں سے جو مرد اور عورت مجرد ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کے بھی (نکاح کرادو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ انہیں اپنی مہربانی سے غنی کردے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (النور: 32)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرے میں بالغ فرد جن کا کوئی زوج نہ ہو اور وہ مجرد رہتے ہوں چاہے وہ کنوارے مرد یا کنواری عورتیں ہوں یا ایسے مرد جن کی بیوی فوت ہو چکی ہو یا وہ اسے طلاق دے چکے ہوں یا وہ ایسی عورتیں ہوں جو بیوہ ہو چکی ہوں یا مطلقہ ہوں ایسے افراد اگرچہ محتاج اور غریب ہوں تب بھی ان کی شادی کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار کردے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی نکاح کی قدرت (اخراجات نکاح اور قوت مردی) رکھتا ہو تو اسے ضرور شادی کرلینی چاہیے۔ کیونکہ یہ نگاہ کو نیچے رکھنے اور شرم گاہ کو بدفعلی سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے اور جو نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے تو اسے روزے رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ اس کے لیے شہوت ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔

(بخاری: 1905، مسلم: 3400)

آج مسلم سماج کو نکاح و شادی کے حوالے سے مختلف قسم کی رسومات اور فضول خرچیوں نے اپنے نرغے میں لے رکھا ہے۔ جن کی وجہ سے نکاح بھی مشکل ہو گیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ صاحب ثروت حضرات سادگی کو اپنائیں اور نئی نسل کو غیر اسلامی رسم و رواج کا شکار ہونے سے بچائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نکاح زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔ (بیہقی: 146)

سوشل میڈیا کے منفی اور نقصان دہ پہلو

سوشل میڈیا کی اہمیت اور ضرورت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا لیکن اس میں بھی بہت سے منفی پہلو ہیں۔سوشل میڈیا میں فیس بک، ٹویٹر، انسٹاگرام، واٹس ایپ، یو ٹیوب، ایس ایم ایس، مسینجر واسکائپ وغیرہ شامل ہیں۔اس جدید ٹیکنالوجی نے لوگوں کوایک دوسرے کے قریب کردیا ہے۔ ہزاروں کلومیٹر کے فاصلے کوبھی ختم کردیا ہے اس کے ذریعے سے ہرخبر سیکنڈوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔اس کے ذریعے مفید معلومات بھی دوسروں تک پہنچائی جاسکتی ہیں اور انسانی و اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے والی چیزیں بھی۔لہٰذا اس کے چند منفی پہلو بیان کیے جاتے ہیں۔

سنی سنائی باتیں آگے پھیلانا جھوٹ میں داخل ہے:

اکثر لوگ بغیر تحقیق بغیر کسی حوالہ کے بہت سی باتیں سوشل میڈیا پر ڈال دیتے ہیں اور بہت سے لوگ انہیں بغیر تحقیق کے آگے شیئر بھی کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے:

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کسی قسم کی کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچادو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔“ (الحجرات:6)

”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے پھیلائے۔“ (مسلم:5)

آج ہمارا معاشرہ اس (جھوٹی افواہیں پھیلانا) قبیح گناہ میں بری طرح ملوث ہے۔جس کی وجہ سے دشمنیاں، عداوتیں، لڑائی جھگڑے، قتل و غارت اور نفرتیں پھیل رہی ہیں۔

جو آدمی سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرنے لگے تو وہ بھی جھوٹا ہے۔
لہٰذا کسی بات کو بغیر تحقیق شیئر نہ کریں۔

- بعض لوگ بے بنیاد باتوں کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' (بخاری: 106) مثال کے طور پر کسی اسلامی مہینے کی مبارکباد دینے سے جنت کے واجب ہونے کی خوشخبری سنانا وغیرہ۔ لہٰذا لوگوں کو ایسی باتوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔
- خواتین مختلف ایپس خصوصاً ٹک ٹاک پر بن سنور کر ویڈیوز اپلوڈ کرتی ہیں جس کی وجہ سے عریانیت عروج پر ہے جس سے فحاشی کو فروغ مل رہا ہے۔
- سوشل میڈیا لوگوں کی غیبت کرنے، بہتان تراشی اور تہمت اندازی کے لیے وسیلہ ہے۔ جعلی اکاؤنٹ کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔
- کچھ لوگ سوشل میڈیا کو تفرقہ پیدا کرنے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور منفی پراپیگنڈے کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔
- حکومت کو چاہیے کہ معاشرے میں منفی پراپیگنڈے کی روک تھام کو یقینی بنائے۔

لوگوں کو بھی چاہیے کہ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریٹنگ کے چکر میں ایسا کوئی بھی مواد شیر نہ کریں جو اسلام کے منافی ہو یا جس سے ملک کی سالمیت پر آنچ آئے۔

صحت کے لیے نقصان دہ پہلو:

کمپیوٹر یا موبائل سکرین کو زیادہ دیر تک دیکھنے سے نظر کمزور ہو سکتی ہے۔
رات دیر تک سوشل میڈیا کا استعمال نیند کی کمی کا باعث بنتا ہے۔ نیند کی کمی مختلف بیماریوں کا باعث ہوتی ہے۔ موٹاپے کا ایک سبب سکرین کے آگے زیادہ دیر بیٹھنا ہے۔

ایک ہی حالت میں دیر تک رہنے سے پٹھے کمزور ہوتے ہیں۔بعض صارفین سر درد کا شکار ہو جاتے ہیں۔

نوجوانوں کے جنسی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا سبب میڈیا ہے۔

زیادہ وقت سوشل ویب سائٹس پر گزارنے والے بچوں میں جذباتی مسائل، ہائپر ایکٹیویٹی اور خراب رویہ پیدا ہو جاتا ہے۔

سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے مثبت اور افادی پہلو

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ وغیرہ کے اچھے اور برے ہونے کا دارو مدار اس کے استعمال پر منحصر ہے۔ اگر ہم اسے اچھے مصرف میں لاتے ہیں تو یہ ہمارے لیے فائدہ مند ہے اگر غلط استعمال کریں تو انتہائی ضرر رساں ثابت ہوگا۔ دعوت دین، اصلاح معاشرہ اور اسلام کی تعلیم واشاعت کے لیے سوشل میڈیا کو آسانی کے ساتھ بہت مؤثر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ انٹرنیٹ سے کتب تفاسیر واحادیث، دینی، فقہی کتب و لٹریچر فری ڈاؤن لوڈ کر کے ان کا مطالعہ کیا جائے۔ یہ کتب اور لٹریچر ہر زبان میں کثیر تعداد میں موجود ہے اس طریقے سے اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے۔

انٹرنیٹ پر دوسرے مذاہب پوری طرح چھائے ہوئے ہیں جو اپنے مذاہب کی ترویج پر گامزن اور اسلامی عقائد ونظریات کی تردید میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ بھی اسلامی عقائد ونظریات کی ترویج اور دین حق کے دفاع کے لیے ویب سائٹس کا قیام عمل میں لائیں جو خالصتاً اسلامی ہوں۔

کچھ لوگ فیس بک، واٹس اپ اور اسکائیپ پر آن لائن قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔مختلف طرح کے کورس، عربی گرائمر، تجوید وغیرہ بھی سکھاتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ذرائع ابلاغ کا استعمال مثبت اور دینی طرز وفکر رکھ کر کریں۔ اس کے افادی پہلوؤں سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔

فحاشی کی روک تھام کے لیے تدابیر

فحاشی کے سیلاب کو روکنا معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ فحاشی اور معاشرتی برائیوں کی وجہ اسلام سے دوری، دینی تعلیم کا فقدان، غربت، ناانصافی، بے روزگاری، خوف خدا اور فکر آخرت کا فقدان وغیرہ ہیں۔ اخلاقی تربیت اور تعلیم ہی ہماری نوجوان نسل کو اس قبیح فعل سے دور رکھ سکتی ہے جس میں سب سے اہم کردار والدین، اساتذہ اور حکومت وقت کا ہے۔

والدین کی ذمہ داری: والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔ بلا ضرورت انہیں موبائل، کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ وغیرہ کے قریب نہ جانے دیں۔ اگر انہیں ان سے افادہ کی ضرورت ہے تو نیٹ پر ان کی مصروفیات کا جائزہ لیتے رہیں۔ غلط صورت میں ان کی مناسب تربیت کریں۔ وقت پر بچوں کی شادیاں کریں۔

اساتذہ کی ذمہ داری: سکول و کالج کے اساتذہ، طلبا و طالبات کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دیں اور انہیں اخلاق رذیلہ سے بچنے کی تلقین کریں۔ خود اچھا رول ماڈل بنیں تو یقیناً بچوں کے کردار میں پختگی پیدا ہوگی۔

ہر مسلمان کی ذمہ داری:

اصلاح معاشرہ میں سب سے پہلا اور اول کردار ہمیں ادا کرنا ہوگا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بچاؤ آگ سے اپنی جانوں کو اور اپنے اہل کو۔“ (التحریم:6)

اس آیت کی رو سے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرے اور خود بھی اور

اپنی بیوی، بہن، بیٹی، ماں کو بے پردگی اور بے حیائی سے روکے اور پردے کے احکام پر عمل کرنے کی تلقین کرے۔ اپنے بچوں کی زیادہ سے زیادہ توجہ تعمیری اور دینی سرگرمیوں کی طرف مبذول کروائیں۔ ہر مسلمان کا اخلاقی فرض ہے کہ ایسے چینلز اور ویب سائیٹس جن پر غیر اخلاقی مواد ہو نہ دیکھیں۔

علماء اور دعوت و تبلیغ کے مبلغین کی ذمہ داری:

علماء کرام اصلاحی مجالس کے واعظین اور دعوت و تبلیغ کے مبلغین پوری دل جمعی کے ساتھ فواحش و منکرات کے دنیاوی اور اخروی نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

سماجی برائیوں کی روک تھام کے لیے قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام فہم انداز میں عام کیا جائے اور قرآن کی وعیدوں کو لوگوں کے دلوں میں بٹھایا جائے۔

صحافی اور اہل قلم اخبارات اور رسائل کے ذریعے عام لوگوں میں انسداد فواحش کا جذبہ بیدار کریں۔ یاد رکھیں جس قوم میں برائی کے خلاف آواز اٹھانے والے نہ رہیں تو قدرت کی طرف سے اس کی تباہی میں پھر زیادہ دیر نہیں لگتی۔

جرم اور سزا کا مؤثر اور کڑا انظام:

فحاشی کی روک تھام کے لیے عدلیہ کا فوری اور شفاف نظام ضروری ہے تاکہ ملزم کیف کردار تک پہنچے اور دوسرے لوگوں کے لیے باعث عبرت بنے۔

حکومت کی ذمہ داری:

- حکومت فحاشی اور عریانی کی روک تھام کے لیے عملی اقدامات کرے۔ سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے کوئی ضابطہ اخلاق بنایا جائے۔
- PTA کو پابند کیا جائے کہ وہ انٹرنیٹ پر موجود تمام مخرب اخلاق ویب سائٹس اور بلاگز پر پابندی لگائے۔

- ننگی اور فحش فلموں کی سی ڈیز (CD's) اور ڈی وی ڈیز (DVD's) وغیرہ کی فروخت پر پابندی عائد کی جائے۔
- ایسے موبائل فون شاپس اور دیگر مقامات جہاں مخرب اخلاق مواد کی فراہمی ہوتی ہے انہیں اس کام سے روکا جائے۔
- ایسے مساج سینٹر، شیشہ ہاؤسز اور نیٹ کیفے جہاں در پردہ فحاشی اور بدکاری پھیلائی جارہی ہے ان پر پابندی لگائی جائے۔
- بعض موبائل فون کمپنیوں نے لڑکے اورلڑکیوں کے درمیان رابطے کی سہولت کے لیے Chat لائنز اور رات بھر کے لیے خصوصی سستے پیکیج متعارف کروائے ہیں اس طرح کی سہولت کو ختم کیا جائے۔
- حکومت کو چاہیے ریڈ لائٹ ایریاز کو دیئے جانے والے گانے بجانے کے لائسنس اور شادیوں وغیرہ پر کیے جانے والے مجروں پر پابندی لگائے۔
- جنسی جذبات کو بھڑکانے والے تمام کاموں کو روکا جائے اس میں شراب پر پابندی نشہ خوری کو بند کرنا، جوا، سٹہ ان تمام راستوں کو بند کیا جائے۔
- بڑھتی ہوئی فحاشی کی ایک وجہ مجرم کوسزا نہ ملنا ہے بعض علاقوں میں بااثر لوگ بعض اوقات دشمنی پر باعزت عورت کی عزت دری کرتے ہیں۔اس کی وجہ طاقت، تسلط اور رعونت ہے۔لہٰذا جرائم کی روک تھام کے لیے جو قوانین ہیں ان پر سختی سے عمل کروایا جائے۔
- فحاشی کی روک تھام کے لیے قانون سازی کی جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔

ان مذکورہ بالا تدابیر پر عمل کرنے سے یقیناً معاشرہ طاہر اورمطہر معاشرے میں تبدیل ہوسکتا ہے۔

فواحش سے بچاؤ کی احتیاطی اور انسدادی تدابیر

قرآن مجید نے جہاں جنسی بے اعتدالیوں کی مذمت کی ہے وہیں قرآن میں ان تدابیر کو بیان کیا ہے جن کو اختیار کر کے جنسی بے راہ روی اور فحاشی سے بچا جا سکتا ہے۔

چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:

(1) کتاب وسنت کی پیروی:

زندگی کے تمام معاملات میں کتاب و سنت کی پیروی کی جائے تو آخرت میں بھی کامیابی ہوگی اور دنیا میں بھی عزت و وقار کے ساتھ جی سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے۔ ایک قرآن اور دوسری نبی کی سنت۔''

(مؤطا امام مالک: 2618)

(2) نمازوں کی پابندی اور ذکر واذکار کا اہتمام:

- ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تلاوت کرو اس کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو۔ یقیناً نماز بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے، یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے......'' (العنکبوت: 45)
- ''جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں پھر وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔'' (الزخرف: 36)
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شے کو کوئی نہ کوئی چیز صاف کرنے والی ہوتی ہے اور دلوں کو صاف کرنے والا اللہ کا ذکر ہے۔'' (مشکوۃ: 2286)

فحاشی سے بچنے کے لیے ذکر الٰہی (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن وغیرہ) ڈھال ہیں لہٰذا اس سے غفلت برتنا معاشرے میں برائیوں کے پھیلاؤ کا ایک

اہم سبب ہے۔

(3) خوف الٰہی اور تقویٰ شعاری:

ہر حالت میں اللہ کا خوف اور تقویٰ شعاری اختیار کی جائے، خوف الٰہی اور تقویٰ ایک ایسا وصف ہے جو بندے کو گناہوں سے دور رہنے پر مجبور کرتا ہے۔

- ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یقیناً اللہ سے ڈرنے والوں کو جب کوئی (برا) خیال شیطان کی طرف سے پیدا ہوتا ہے تو وہ چونک جاتے ہیں اور وہ اچانک بصیرت والے بن جاتے ہیں۔'' (الاعراف: 201)
- ''جس نے نفس پر قابو پالیا اور اس نے تزکیہ کرلیا وہ یقیناً فلاح پا گیا۔'' (الشّمس: 9)
- جن سات خوش نصیب افراد جن کو روز قیامت عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔ ان میں ایک ایسا شخص بھی ہوگا۔

''اور وہ آدمی جسے کسی بلند مرتبہ خوبصورت عورت نے اپنی طرف بلایا اور اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔'' (بخاری: 6806)

بندہ جب فواحش کے قریب جائے گا تو اس کے دل میں کھٹک پیدا ہوگی اور اس کا نفس اسے متنبہ کرے گا اور وہ اللہ کے خوف سے ایسا کرنے سے باز رہے گا۔

(4) اللہ سے مغفرت طلب کرنا:

- ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرجائیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور کون ہے اللہ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا؟ اور وہ لوگ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔''

(آل عمران: 135)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے کوئی گناہ ہوجائے وہ اچھی طرح وضو کرکے دو

رکعت نفل (توبہ کی نیت سے) ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔

(ابوداوٗد: 1521، ترمذی: 406)

لہٰذا جب بھی کوئی بے حیائی کا کام یا گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ سے معافی مانگی جائے۔ خالص توبہ اور نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور انسان برائیوں کا عادی ہونے سے بچ جاتا ہے۔

(5) روزِ قیامت انسان کے مخالف گواہ:

"جس دن (بروز قیامت) اُن کی زبانیں، اور اُن کے ہاتھ، پاؤں اُن کے خلاف گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔" (النور: 24) قیامت کے دن بندے کے اپنے اعضاء کو قوت گویائی عطا فرمائی جائے گی۔ لہٰذا اپنے اعضاء کے غلط استعمال سے بچنا چاہیے۔

(6) اچھے لوگوں کی صحبت اور بروں سے کنارہ کشی:

انسانی زندگی میں مصاحبت اور ہم نشینی کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اچھے لوگوں کی صحبت سے نیکی کی خو (عادت) اور مزاج میں ستھرائی آتی ہے اور برے لوگوں کی صحبت، بدخصلتی اور برائیوں کی طرف راغب کرتی ہے۔

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک اور برے ہم نشین کی مثال مشک فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے پس مشک فروش یا تمہیں بطور ہدیہ کچھ دے گا یا تم اس سے خریدو گے اور یا تو تم اس کی عمدہ خوشبو پاؤ گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا اور یا تو تم اس کی بری بو پاؤ گے۔"

(بخاری: 5534، مسلم: 2628)

فواحش سے بچاؤ کی یہ چند احتیاطی تدابیر ہیں جنہیں اپنا کر فواحش و منکرات سے بچا جا سکتا ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت و تبلیغ اسلام

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے فرمایا:

- ★ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں (آل عمران:104)
- ★ بے شک جو، لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں فحش اور بے حیائی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں (النور:19)
- ★ بے حیائی کے امور (فحاشی) کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلے ہوں یا پوشیدہ۔ (الانعام:151)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- ★ جو شخص کسی کو ہدایت کی دعوت دے (یعنی دین کے راستہ پر بلائے) اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس شخص کو جو اس کی پیروی اختیار کرے اور اس (اطاعت گزار) کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا اور جو شخص کسی کو گمراہی کی طرف بلائے (برائی کی دعوت دے) اسے اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس شخص کو جس نے اس کی بات مانی اور ان (بدکاروں) کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

(مسلم:6804)